

Respected Urdu Lover,

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

- (1) Composing some pages of the upcoming Novels
- (2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: www.1001Fun.com

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com

www.PakStudy.com

www.UrduArticles.com

www.UrduCL.com

www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس (2010) تک ایک ہزار ایک (1,001) مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴿1﴾ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴿2﴾ یہ ناول اپنے پچاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے ﴿2﴾ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

www.1001Fun.com

تاریخ آغاز: 2008-05-23

.productionproactivesthe:by

پتھر کا خون

از

ابن صفی

۔۔۔ پلائی تھی کل رات ۔۔۔ نشہ اس وقت ہوا ہے ۔۔۔ عجیب واقعہ ہوا جناب کچھلی رات میں تنہا پی رہا تھا۔ اپ جانتے ہیں کہ تنہا پینے میں بالکل مزہ نہیں آتا۔ اس لیے پڑوس سے ایک بکری پکڑ لایا۔ مگر بکری بھی شاید کسی اللہ والے کی تھی۔ کجنت نے چکھی تک نہیں۔ اب کیا کرتا کسی نہ کسی کو تو شریک کرنا ہی تھا لہذا تین چار پیگ کار کی ٹنکی میں انڈیل دیئے۔۔۔ اب اس وقت یہ ظالم نشے میں ہے۔

جناب پروین نے فیاض سے کہا۔ یہ حضرت نشے میں معلوم ہوتے ہیں اور نشے کی حالت میں کارڈ رائیو کرنا جرم ہے۔

کار نشے میں ہے محترمہ۔ عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔ اپ یقین کیجئے میں نے پورے چار بڑے پیگ کار کی ٹنکی میں ڈالے تھے۔

فیاض الجھن میں پڑ گیا۔ وہ نہ عمران سے تو تو کر سکتا تھا اور نہ یہ ممکن تھا کہ وہ چپ چاپ اپنی کار میں جا بیٹھتا۔ پروین کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے واس مدتمیزا دی کے خلاف جلد کسی کاروائی کی منتظر ہو۔

کیا پاپان ڈرائیونگ لائسنس دکھائے گے۔ پروین نے کہا۔

ضرور ضرور۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

اچانک فیاض کو ایک دوسری تدبیر سوچھ گئی۔ وہ ہنسنے لگا۔ پھر پروین سے بولا۔ کیا تم انہیں نہیں جانتیں۔۔۔

؟ یہ اپنے ڈائریکٹر جنرل صاحب کے صاحبزادے ہیں۔۔۔ پر مزاق ا دی ہیں۔

اوہ۔۔۔ پروین عمران کو نیچے سے اوہر تک دیکھ کر رہ گئی۔ وہ اس وقت کتھی پتلون مسٹرڈ قمیضا ور گلابی ٹائی میں تھا۔

اپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں مسٹر عمران؟ فیاض نے۔۔۔ بڑی شرافت سے پوچھا۔

تنہا جا رہا ہوں۔ میرے پاس کوئی تشریف نہیں ہے۔ عمران نے پروین کی طرف دیکھ کر کہا۔

ناول کا آغاز

عمران نے شاید تہیہ کر لیا تھا کہ کیپٹن فیاض کو ا گے نکلنے نہ دے گا۔ اس کی کار عمران کی کار کے پیچھے تھی اور عمران اپنی کار کے عقب نما سینے میں فیاض کی کار کے بدلتے رخ دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ اپنی کار گے نکالنے کی کوشش کرتا۔۔۔ عمران کی کار سامنے آ جاتی۔۔۔ شہر سے باہر نکلتے ہی عمران نے یہ حرکت شروع کر دی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں محکمہ سرائیگری کا سپرنٹنڈنٹ اپنے اپنے سے باہر ہو گیا۔

پے سے باہر ہو جانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کے ساتھ اس کی اسٹینو پروین تھی۔ فیاض کو گمان نہیں تھا کہ راستے میں ہیں عمران سے مڈ بھیڑ ہو جائے گی۔ ایک جگہ ایک بیک ایک کار اس کی کار کے برابر چلتی ہوئے نظر آئی پھر ا گے بڑھ گئی۔ یہ عمران کی ٹوسٹر تھی اور عمران نہایت سنجیدہ انداز میں اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔ نئی اسٹینو عمران سے واقف نہیں تھی۔ فیاض دل ہی دل میں جھلس کر رہ گیا۔ وہ یہ چاہتا ہی نہیں تھا کہ نئی اسٹینو کے سامنے عمران سے جھڑپ ہو۔ عمران سے اس کی کور دہی تھی۔۔۔ اور گفتگو کرتے وقت عمران یہ بھولا جاتا تھا کہ وہ کس سے گفتگو کر رہا ہے۔

نجانے کون بیہودہ ہے جناب۔ اسٹینو بڑائی اور فیاض ہارن دینے لگا۔ اچانک عمران کی کار اس پوزیشن میں آ گئی کہ فیاض اگر بیک نہ لگا تا تو ٹکراؤ لازمی تھا۔۔۔ اس کی کار چڑچڑاہٹ کے ساتھ رک گئی تھی۔

پروین کا سر دیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ عمران کی کار بھی تقریباً دس گز کے فاصلے پر رک گئی۔ فیاض دانت پیتا ہوا اپنی کار سے اترا یا۔

دوسری طرف عمران کھرا بسور رہا تھا۔ اس نے ا گے بڑھ کر بڑی سعادت مندی سے کہا۔

میں معافی چاہتا ہوں جناب۔ پھر وہ پروین کی طرف دیکھنے لگا جیسے ہی فیاض نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھلوے عمران بول پڑا۔ اب جانے بھی دیجئے میں معافی مانگ چکا ہوں۔ قصور میرا نہیں اس کار کا ہے

فیاض دراصل ایک واقعے کی تفتیش کے سلسلے میں سنگبار کے علاقے کی نگرانی کر رہا تھا۔

سنگبار کے علاقے میں ایک حادثہ ہو گیا تھا۔ حادثہ بھی ایسا کہ تفتیش کے بغیر اسے حادثہ بھی نہیں کہا جاسکتا تھا

سنگبار میں ایک سڑک ٹکانے کے لیے چٹانیں بارود سے ارائی جا رہی تھیں۔ چٹانوں کا ایک ڈھیر سے خون بہہ نکلا۔۔۔ تازہ تازہ خون۔۔۔ اور سنیر گھبرا گیا۔ اس نے سب کی گنتی کرائی اس پاس کے لوگوں کا معائنہ کیا۔ خطرے کے الارم دینے والوں کو گاہ کیا لیکن نہ تو ان شعبوں سے تعلق رکھنے والوں میں کوئی کم تھا اور نی کسی چوکی سے یہی پتہ چلا کہ کوئی اجنبی آدمی ادھر اٹکا تھا۔ پتھر کے ڈھیر سے خون کی دھاریں پھوٹتیں ہیں

اور میئر نے شہر اطلاع بھیجوائی۔ اس کے محکمے نے پولیس کو اطلاع دی۔۔۔ بہر حال یہ بات محکمہ سروغرسانی تک جا پہنچی۔ اور فیاض اس وقت موقع واردات کے معائنہ کے لیے سنگبار جا رہا تھا۔ پولیس وہیں پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ لیکن وہ کیپٹن فیاض کی آمد کی منتظر تھی۔

فیاض سوچنے لگا۔ عمران وہیں جا رہا ہے۔ لیکن اس نے تہیہ کر لیا ہے وہ اسے ممنوعہ جگہ کے اندر قدم بھی نہ رکھنے دے گا،

پروین نے عمران کے متعلق پھر کچھ پوچھنا چاہا۔ اور فیاض براسامنی بنا کر بولا۔ ختم کرو پھر اس نے اپنی کار کی رفتار تیز کر دی۔ دونوں کاروں میں باقاعدہ قسم کی دوڑ شروع ہو گئی۔ عمران اسے اگے نکلنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ اس وقت حقیقتاً وہ پاگل بہ معلوم ہو رہا تھا۔ پروین کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

تم ایک سرکاری کام میں دخل اندازی کر رہے ہو۔ فیاض چیخ کر بولا۔

تمہاری ہر چیز سرکاری ہے۔۔۔ پرواہ نہ کرو۔ عمران کی دور سے آواز آئی۔

کیا یہ آپ کی نئی تشریف ہیں، آپ بہت بہت جلد جلد تشریف بدلتے رہتے ہیں۔۔۔ کیا پرانی تشریف کا تبادلہ کر دیا؟

پروین براسامنہ بنا کر کار میں جا بیٹھی اور فیاض اہستہ سے بولا۔

یہ کیا بیہودگی ہے؟

تم اتنی جلد جلد اسٹینو کیوں بدلتے ہو؟

تم سے مطلب؟

:مطلب تو نہیں ہے۔۔۔ مگر۔

فیاض اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی

اپنی کار میں ا بیٹھا۔ انجن اسٹارٹ کیا اور چل پڑا۔

یہ ایک بہت برا کریک ہے۔ فیاض اپنی اسٹینو سے کہہ رہا تھا۔ خود رحمان صاحب اس سے تنگ ہیں اور

انہوں نے اسے اپنی کوٹھی سے نکال دیا ہے۔

صورت سے بھی بالکل احمق معلوم ہوتے ہیں۔ پروین نے کہا۔

صرف معلوم ہوتا ہے۔۔۔ حقیقتاً ہے نہیں۔

مگر اس وقت یہ ایک خطرناک حرکت کر رہے تھے۔۔۔ اگر کاریں لڑ جائیں تو۔۔۔؟

فیاض نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اب وہ عمران کے متعلق گفتگو ختم کر دینا چاہتا تھا

اس وقت وہ شاید نشے ہی میں تھے۔ پروین نے کچھ دیر بعد کہا۔

نہیں۔۔۔ وہ شراب نہیں پیتا۔ فیاض بولا۔

اتنے میں عمران کی کار پھر فیاض کی کار سے اگے نکل گئی اور اب فیاض کی سمجھ میں آیا کہ اس کا مقصد کیا ہے

جانتا تھا کہ ناممکن کو ممکن بنالین عمران کے لیے مشکل کام نہیں، اندر پہنچنے کے لیے وہ کوئی نہ کوئی جواز ضرور پیدا کر لیتا۔

فیاض کی کار عمران کی کار کے قریب ہی کھڑی تھی۔ فیاض تھوڑی دیر تک تاروں کی حدود می رہا۔ پھر اپنی کار کی طرف لوٹ آیا۔۔۔ ظاہر ہے کہ ان چٹانوں کو وہاں سے ہٹالینا گھڑی دو گھڑی کا کام تو تھا نہیں۔ پروین اس کتاب کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی جسے عمران بڑے انہماک سے پڑھ رہا تھا۔ لیکن عمران نے اب بھی ان کی طرف نہیں دیکھا اور نہ کتاب کی طرف سے نظر ہٹائی۔ فیاض کچھ دیر تک چپ چاپ کھرا رہا پھر عمران کے قریب جا کر بولا۔

تم یہاں کیوں آئے ہو؟

اوہ۔۔۔ عمران سہمے ہوئے انداز میں چونک پڑا۔ پھر اس طرح مسکرایا جیسے کوئی غلطی کرتے ہوئے پکرا گیا ہو۔

بس یں یہ کتاب پڑھنے کے لیے ادھا نکلا تھا۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ بات دراصل یہ ہے کہ گھر پر اسے پڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔ لوگ ٹوکتے ہیں اور کچھ اس انداز میں اپنی حیرت ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے میں یہ کتاب پڑھ کر شیچ مچ بچے جننے لگوں گا۔۔۔ او۔۔۔ ہاف۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہارے ساتھ ایک کاٹون بھی ہیں مجھے ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔

تم سے سنجیدگی کی توقع رکھنا حماقت ہے فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔

سنجیدگی بجائے خود ایک بہت بڑی حماقت ہے۔ تم خواہ کتنی ہی شدت سے سنجیدہ کیوں نہ ہو جاؤ۔ زمین وا سماں اپنی جگہ پر رہیں گے۔

سنو فیاض ہاتھ ہلا کر بولا۔ ابھی تک میں رحمن صاحب کا خیال کرتا تھا لیکن اب انہوں نے بھی کہہ دیا ہے کہ

کیا یہ دمی ہاگل ہے؟ پروین بڑبڑائی۔ ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہونا تو کوئی ایسی بات نہیں۔۔۔ یہ تو جہالت ہے۔

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔

اس طرح وہ آگے پیچھے سنگبار کے علاقے میں پہنچے۔

یہاں پولیس پہلے ہی سے موجود تھی۔ فیاض کار سے اتر کر اپنی اسٹینو کے ساتھ تار کی باڑھ کے اندر چلا گیا۔ اس اتنے حصے میں پتھروں میں خون پایا گیا تھا۔ خاردار تاروں سے حد بندی کر دی گئی تھی۔ اور داخلے کے راستے پر پھرہ تھا۔

دور دور تک اونچی نیچی پہاڑیوں کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے۔ چٹانیں خشک اور بے آب و گیاہ تھیں۔

فیاض اس حصے کا جائزہ لیا۔ جہاں سے خون بہا تھا۔ یہاں دور تک اکھڑی ہوئی چٹانوں کا سلسلہ تھا۔ اور یہ بتانا مشکل تھا کہ خون ٹھیک اسی جگہ سے بہا ہے۔ جہاں اس کے بڑے بڑے دھبے نظر آ رہے ہیں یا وہ کہیں دور سے آیا ہے۔

بہر حال فیاض نے پہلے تو مختلف زاویوں سے موقع واردات کے فوٹو لینے کا حکم دیا۔

پھر اسی کے حکم سے دو بڑے بڑے کرینوں کی مدد سے اکھڑی ہوئی چٹانیں اٹھائی جانے لگیں۔

عمران نے خاردار تاروں میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اپنی ٹوسٹر میں بیٹھا کتاب پڑھتا رہا۔ یہ

کتاب بچوں کی رپورٹس سے متعلق تھی۔ اور اس کے سرورق پر تحریر تھا

دانش مند ماؤں کے لیے ایک تحفہ۔

اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تک نہیں کہ خاردار تاروں کے اندر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف فیاض کو بھی

حیرت تھی کہ عمران نے آنکھ اندر آنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ وہ اس کی حرکتوں سے بکوبی واقف تھا۔

دانتوں کے درمیان ا کر زخمی ہو گئی۔

عمران کا سر۔۔۔ کار کی چھت سے ٹکرایا۔

پروین اس طرح چیخی جیسے کسی نے اسے ہرا گھونپ دیا ہو۔

دھماکہ ایسا ہی خوفناک تھا۔۔۔ پھر ایک بڑا سا پتھران کے قریب ہی ا کر گرا۔۔۔ چیخیں۔۔۔ متواتر چیخیں۔

تاروں کی باڑ کے اندر لوگ چیخ رہے تھے۔۔۔ جدھر جس کے سینگ سمائے بھاگ نکلا۔۔۔ کچھ اب بھی

چیخ رہے تھے۔۔۔ یہ شاید وہ لوگ تھے۔۔۔ جو پتھروں میں دب کر دم توڑ رہے تھے عمران کو دکر اپنی کار

سے باہر ا یا لیکن اس کے پیر کانپ رہے تھے۔ دھماکے نے اس اعصاب پر بھی اثر ڈالا تھا۔

پھر یہ ا دھے گھٹنے بعد معلوم ہو سکا کہ تقریباً پندرہ ا دی اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔۔۔ یا تو وہ بری

طرح زخمی ہو گئے یا مر گئے تھے۔۔۔ ک سی کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ دھماکا کیسا تھا۔۔۔ کیوں ہوا تھا؟ اس کا

زمہ دار کون تھا؟

زخمیوں کی حالت ابتر تھی۔ پولیس کی ریڈیو کار سے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی لیکن بعض ایسے بھی تھے جن کے

لیئے ایسبیلینس گاڑی کا انتظام موت ہی کا پیغام ہوتا اس لیے پولیس کی گاڑی کے ساتھ فیاض کی گاڑی

بھی کام ا گئی۔ عمران کی چھوٹی سی کار کسی مصرف کی نہیں تھی اس لیے اسے چھوڑ دیا گیا۔

فیاض۔۔۔ عمران اور پروین وہیں موجود تھے۔۔۔ زخمی شہر بھیج دیئے گئے اور مردے وہیں رہے۔

میئر فیاض کے قریب کھڑا ہکلار ہا تھا۔ن۔۔۔ نا جانے۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ اپ یقین کیجئے۔۔۔ یہ ناممکن

ہے۔

پھر یہ دھماکہ کیسا تھا؟ فیاض گرج کر بولا۔۔۔ محض تمہاری لا پرواہی کی وجہ سے اتنی جانیں۔۔۔ یقیناً

تمہارے ا دی یہیں کہیں بارود ڈال کر بھول گئے ہیں۔

تمہارے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے۔

افسوس۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر دردناک لہجے میں کہا۔ تب تو پھر میں کنوارا ہی مرجوؤں گا۔

میرے خیال سے اس وقت ساڑھے ایک بجا ہوگا۔

فیاض کچھ بولے بغیر پھر سے اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا۔

یہ کام جلدی ختم ہونے والا نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے پروین سے کہا۔

تو کیا یہاں سے وہاں تک ساری چٹنیں ہٹائی جائیں گی؟ پروین نے پوچھا۔

کچھ کہا نہیں جاسکتا۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خود ا خری سرے سے بہہ کرا یا ہو۔۔۔ فیاض بڑبڑایا۔۔۔ چند

لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا۔۔۔ پھر خاں دار تاروں کے اندر چلا گیا۔۔۔ پروین کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا تھا

۔ اس لیے وہ کاریں جا بیٹھی۔

دفعۃً عمران نے کار اسٹارٹ کی اور ایک لمبا چمکدے کر فیاض کی کار کی سیدھ میں لے ا یا۔ رفتار خاصی تیز

تھی۔

پروین کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔۔۔ لیکن جب ا نکھ کلی تو معلوم ہوا کہ عمران کی کار فیاض کی کار

سے ٹکرائی نہیں بلکہ صرف ایک بالشت کے فاصلے پر رک گئی۔

عمران نے انجن بند کیا اور پھر کتاب کھول لی۔

پروین کی چیخ سن کر فیاض پلٹ ا یا۔

کیا سچ مچ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ فیاض اس کا شانی جھنجھوڑ کر بولا۔

افوہ عمران نے لا پرواہی سے کہا۔

فیاض نے جھل کر کچھ کہنا چاہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کا منہ ایک جھٹکے کے ساتھ بند ہو گیا۔ زبان

نہیں ہو رہا تھا۔

میری گاڑی میں بیٹھا جائیے۔ عمران نے اس سے کہا لیکن وہ بدستور کھڑی رہی۔ پھر فیاض کی یا مام پروہ عمران کی ٹوسیٹر میں جا بیٹھی۔۔۔ اور میسر نقشہ لے کر گیا۔ عمران اور فیاض بڑی دیر تک نقشے پر جھکے رہے۔ پھر عمران سر ہلا کر بولا۔ نہیں۔ فیاض صاحب یہ دھماکہ ان کے دائرہ عمل سے قطعی باہر ہوا ہے۔ وہ چند لمحے ادھر ادھر نظر دوڑاتا رہا۔ پھر اور مٹی سے بولا۔ تمہاری آخری حدود سرخ جھنڈی ہے نا۔ جی ہاں۔۔۔ وہی ہے۔

میرے ساتھ اؤ۔۔۔ عمران فیاض کے شانے پر ہاتھ رکھ کر زمین سے اٹھتا ہوا بولا۔ عمران فیاض کو لے کر تار کی باڑھ کے اندر داخل ہو گیا۔۔۔ یہاں پانچ لاشیں ادھر ادھر پڑی تھیں۔ مرنے والوں میں تین کانٹنیل تھے اور تین مزدور۔۔۔ تم یہاں کیوں آئے تھے؟ فیاض نے پوچھا۔ مجھ جیسے آدمی کے لیے یہ سوال قطعی فضول ہے۔ میں بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ خون کیسا ہے۔ اب تو یہاں خون ہی خون ہے۔

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں کرینوں نے چٹانیں ہٹائی تھیں یہ ادھر دیکھو عمران بولا۔ خون یہاں بھی ہے۔۔۔ یقیناً یہ کہیں دور ہی سے آیا ہے اور دھماکہ ٹھیک اسی جگہ ہوا جہاں اکھڑی ہوئی چٹانوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

تو پھر۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں۔ فیاض نے چھ سوچتے ہوئے کہا۔ فی الحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اور میسر بقیہ معلوم ہوتا ہے۔۔۔ ظاہر ہے کہ کل سے اب تک یہاں کام شروع نہیں ہوا۔ اگر اسی سلسلے کی کوئی سرنگ وہاں اس جگہ تھی بھی تو اسے کل ہی پھٹ جانا چاہیے تھا اور اگر یہ

ایسا ممکن نہیں جناب۔۔۔ جناب۔۔۔ میری ہی نگرانی میں نجانے کتنا کام ہو چکا ہے۔۔۔ تو یہ کیوں نہیں؟ خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ بہت جلد حقیقت واضح ہو جائے گی۔۔۔ کوئی ایسا محکمہ نہیں ہے جہاں سہ خوری نہ ہو رہی ہو۔

اب میں ا پکو کیسے یقین دلاؤں جناب عالی۔۔۔ اور میسر نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ جو کچھ میرے مقدر میں ہے وہ تو ہر کر ہی رہے گا۔ عمران نے اسے اشارہ کیا وہ وہاں سے ہٹ جائے۔

تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گے۔ فیاض نے اس سے کہا۔ بہت بہتر جناب۔ اور میسر نے کہا اور سر جھکائے ایک طرف ہٹ گیا۔ اب کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ تاروں کی باڑھ کے اندر قدم رکھ سکتا۔

فیاض عمران اس کے قریب پہنچ کر بولا۔ جہاں دھماکہ ہوا ہے۔۔۔ وہ جگہ شاید ان بے چاروں کے دائرہ عمل سے باہر ہے۔ یہ کیسے کہا جاسکتا ہے؟

وہ نقشہ منگواؤ۔۔۔ جس کے مطابق کام ہو رہا ہے۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔ فیاض بڑبڑایا۔۔۔ اور اور میسر کو اشارے سے بلا کر کہا۔ وہ نقشہ لاؤ جس کے مطابق کام ہو رہا ہے۔

بہت بہتر جناب۔ وہ جانے کے لیے مڑا۔

فیاض نے ایک کانٹنیل کو اس کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔

عمران نے پروین کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر زردی تھی مگر انکھوں سے کسی خاص جزبے کا اظہار

تم بھی اؤ۔ عمران ٹھہرتے ہوئے بولا۔

فیاض بھی ہمت کر کے نیچے اترنے لگا۔ اور وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے خون کی دھاریں نکل رہی تھیں۔

اب تم کیا کہو گے؟ عمران نے فیاض کی طرف دیکھ کر کہا۔

فیاض نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری لیکن کچھ کہنے کے بجائے عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

اج ادھر کون تھا؟ عمران نے کہا۔ پھر یہ خون کس کا ہے۔۔۔ کیسا ہے؟

عمران نے چٹانوں کے رخنوں سے جھانکنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن کچھ نہ دیکھ سکا۔

وہ دونوں کافی دیر تک ادھر ادھر سر مارتے رہے پھر عمران واپسی کے لیے مراہی تھا کہ فیاض نے اسے ایک

طرف جھپٹتے دیکھا۔

یہ کوئی چمکدار چیز تھی جسے اٹھانے کے لیے عمران جھکا تھا۔ فیاض تیزی سے اگے بڑھا۔ وہ کسی دھات کی

ایک چمکدار لکڑی تھی۔ جس کا کچھ حصہ ایک بڑے پتھر کے نیچے باہوا تھا۔ عمران اسے نکالنے کی کوشش کرتا رہا

لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اُخر اس نے جیب سے قلم تراش چاقو نکال کر اس کے قریب وجوار کی مٹی کھودنی

شروع کر دی۔

بدقت تمام وہ اسے نکالنے میں کامیاب ہوا۔

دھات پالش کیے ہوئے فولاد کی تھی جس کا قطر دو انچ ضرور ہوگا۔ یہ ایک طرف سے سادہ اور دوسری طرف

سے ایک چھوٹے سے دائرے کے اندر طلوع ہوتے ہوئے سورج کا نقش تھا۔

یہ کیا ہے؟ فیاض نے کہا۔

کچھ بھی ہو۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ یہ ایک وزنی دھات ہے۔ ہوا میں اڑ کر یہاں تک نہیں آئی۔۔۔ کوئی نہ

کوئی لایا ہی ہوگا۔ اور اسکی حالت سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ دیر تک یہاں پڑی رہی ہے۔۔۔ اس کی

اسی سلسلے کی کوئی سرنگ تھی جو اتفاقاً قائل نہیں پھٹی تو اس کے لیے تم میرے کو الزام نہیں دے سکتے۔

الزام کو فی الحال الگ ہٹاؤ،،، اتنی جانیں ضائع ہو گئیں۔۔۔ اس کا زمرہ دار کون ہے؟

اگر زلزلہ آیا ہوتا۔۔۔ اگر سیلاب آیا ہوتا۔۔۔ تب کون زمرہ دار ہوتا۔۔۔ اس کو چھوڑو۔۔۔ اور پھر

دھماکے کی نوعیت یقیناً تشویش کن ہے۔ عمران اکھڑی ہوئی چٹان کے ڈھیر پر چڑھنے لگا۔

یہ کیا کر رہے ہو؟ فیاض نے کہا۔

بھئی میں تمہاری طرح سرکاری آدمی تو ہوں نہیں کہ میرے بعد سرکار کو کوئی دوسرا کرنے کی فکر ہو۔

نہیں۔۔۔ تم ادھر نہیں جاسکتے۔ فیاض جھنجھلا گیا۔

تم بھی اؤ۔ عمران مڑ کر مسکرایا۔ تمہاری اسٹینو پر تمہاری دلیری کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ ویسے دیر کرنے

میں ہو سکتا ہے کہ دھماکے کی وجہ معلوم نہ پڑے۔

اب فیاض بھی چٹانوں پر چڑھا۔۔۔ اس کا دل نہیں چاہتا تھا مگر عمران نے لڑکی کا حوالہ

دے کر اس پر طنز کیا تھا۔

وہ بمشکل تمام اس جگہ پہنچے جہاں دوسرا دھماکا ہوا تھا۔۔۔ یہاں بھی اکھڑی ہوئی چٹانوں کے ڈھیر تھے اور

ان کے نیچے ڈھلان تھی۔۔۔ بہتیری چٹانیں لڑھکتی ہوئی نیچے جا رہی تھیں۔ اچانک عمران چیخا۔

ادھر۔۔۔ خون۔۔۔ وہ دیکھو۔

ڈھلان سے خون بہہ بہہ کر نیچے جا رہا تھا۔ چٹانوں کے نیچے سے کئی جگہ پتلی پتلی سی نالیں پھوٹ نکلی تھیں۔

۔۔۔ اور موٹی موٹی سرخ لکیریں متحرک نظر آ رہی تھیں۔

فیاض کے پیر بری طرح کانپنے لگے۔ عمران چٹانوں سے اتر کر دھالان کی طرف جانے لگا۔

یہ۔۔۔ کک۔۔۔ کیا کر رہے ہو؟ فیاض بڑبڑایا۔

- پھر انجن اسٹارٹ کر کے کار کو سڑک پر نکال لیا۔
 اچانک اس نے پروین کی اواز سنی۔۔۔ جو چیختی ہوئی کار کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔
 ٹھہریئے۔۔۔ ٹھہریئے۔۔۔ میرا پرس رہ گیا۔
 عمران نے رفتار تیز کر دی۔۔۔ اور اب اس نے بائیں ہاتھ سے زپ کھنچی اور اندر کی چیزوں کا جائزہ لینے لگا۔
 ۔۔۔ اس میں تھوڑے سے سکوں کے علاوہ ایک چھوٹا سا نینہ اور لپ اسٹک جیسی دوسری راشی
 مصنوعات تھیں۔ مگر ایک اہم چیز اشاریہ پانچ کا ایک پستول۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پرس کو
 واپس بند کر کے وہیں ڈال دیا جہاں سے اٹھایا تھا۔
 کار کی رفتار پھر کم ہوئی۔
 پھر عقب نما سینے میں نظر پڑتے ہی اسے یقین ہو گیا کہ پیچھے آنے والی کار میں پروین ہی ہوگی۔
 اس نے کار کی رفتار کم کر دی اور اسے موڑنے لگا۔۔۔ دوسری کار تھوڑے فاصلے ہی پر رک گئی،
 پروین کار سے اتر رہی تھی۔
 اوہو۔۔۔ عمران نے بااواز بلند کہا۔ میں واپس ہو رہا تھا۔۔۔ اپنا پرس چھوڑ گئی تھیں میں نے اب
 دیکھا۔
 پروین کار کے قریب آ گئی۔
 عمران نے پرس اٹھا کر اس کی رطف بڑھاتے ہوئے کہا۔ فیاض سے ہوشیار رہیے گا۔۔۔ وہ ہر تیسرے
 چوتھے ماہ اسٹینو بدل دیتا ہے۔
 اس مشورے کا شکریہ۔ پروین برا سانی بنا کر بولی۔ اور پرس لے کر دوسری طرف چلی گئی۔
 عمران اس ریوالور کے متعلق سوچ رہا تھا جو پروین کے پرس میں نظر آیا تھا۔۔۔ شاید وہ اس کے لیے غیر

چمک دیکھو۔
 تو تم کس نتیجے پر پہنچ رہے ہو؟ فیاض نے پوچھا۔
 میں۔۔۔ مگر۔ عمران سوچنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ جب تک یہ ساری چٹائیں نہ ہٹائی جائیں۔۔۔
 اس وقت تک کچھ نہیں کہا جاسکتا۔
 اس نے وہ ٹکیہ اپنی جیب میں دالنی چاہی۔
 نہیں فیاض نے اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہا۔ تم یہاں سے کوئی چیز نہیں لے جاسکتے۔
 تمہاری مرضی۔۔۔ میں اسے قبر میں نہ لے جاتا۔
 عمران نے برا سامنے بنا کر کہا۔ اور وہ اسے واپس کر دی۔
 تھوڑی دیر بعد سنگبار کا ویرانہ گاڑیوں کی اواز سے گونجنے لگا۔۔۔ پولیس کی کئی مسلح گاڑیاں پہنچ گئی تھیں۔
 جن کے ساتھ ایسولنس گاڑیاں بھی تھیں۔
 عمران پھر اپنی کار کی طرف واپس آ گیا۔
 کیونکہ قانونی طور پر اب اس کے لیے وہاں کوئی گنجائش نہیں تھی۔۔۔ پروین بدستور بیٹھی رہی۔
 آپ لوگ اس طرف چلے گئے تھے۔۔۔ میں ڈر رہی تھی۔ اس نے کہا۔
 اول۔۔۔ اول۔
 عمران اب اس میں دلچسپی لینے کے موڈ میں نہیں تھا۔ لیکن محض اس موقع پر۔۔۔ ورنہ وہ تو کب سے
 پروین میں دلچسپی لیتا رہا تھا اسی دن سے جب فیاض کے افس میں اس کا تقرر ہوا تھا
 وہ سوچ رہا تھا اپنی تمام تر ذہنی قوتوں کے ساتھ۔۔۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھرائی تھیں۔
 پروین دوسری طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔ عمران نے اسے روکا نہیں۔۔۔ وہ اسی طرح بیٹھا رہا۔۔۔

Released on 2008

Page 10

پھر وہی بے تکی۔۔۔۔۔ تم آخرا س کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔

میں نے تمہیں آگاہ کر دیا۔ آئندہ تم جانو۔

اگر تم گفتگو نہ کرنا چاہتے ہو تو صاف صاف کہہ دو۔۔۔۔۔ میں چلا جاؤں گا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا وہ فولاد کی ٹکیہ تو تمہارے پاس محفوظ ہوگی۔

وہ۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔۔ فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔۔۔۔۔۔ ہاں کیوں

میں اسے ایک بار پھر دیکھنا چاہتا ہوں۔

کیوں

فیاض-----جب میں سنجیدگی سے گفتگو کرنے پر تیار ہوتا ہوں تو تم مسخرہ پن کرنے لگتے

ہو۔۔۔ میں اسے دوبارہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے وجہ نہ پوچھو۔

وہ۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ دراصل۔۔۔۔۔ کہیں گم ہوگئی۔۔۔۔۔

ہام۔۔۔۔۔ عمر ان کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔۔۔۔۔ تو پکتان صاحب میں اس سلسلے میں

کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔

کیا وہ اس سلسلے میں اتنی اہم تھی۔

اس سے بھی زیادہ۔

کیا اہمیت رکھتی تھی۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔ اب کچھ بھی نہیں۔۔۔ لیکن کیا وہ تمہاری جیب ہی میں پڑے پڑے کھوئی تھی یا تم

نے اسے کسی کو دکھایا بھی تھا۔

بند کر دینا انسانی دستریں سے باہر ہے۔

تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ فیاض کے لہجے میں اکتاہٹ تھی۔

میں تمہیں اس سلسلے کی سب سے زیادہ حیرت انگیز بات بتانا چاہتا ہوں۔ عمران فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا

ہوا بولا۔ محکمہ خارجہ کے جس آفیسر کی لاش آج وہاں سے برآمد ہوئی ہے۔ وہ کل چار بجے شام تک اپنے

آفس میں دیکھا گیا ہے۔ آج جولائشیں برآمد ہوئی ہیں وہ کم از کم تین دن پہلے کی ہیں۔ ان کی حالت یہی

ظاہر کرتی ہے۔

تمہیں جیل میں ہونا چاہئے فیاض نے سنجیدگی سے کہا۔

اور تمہیں پھانسی کے تختے پر۔۔۔۔۔ عمران کی سنجیدگی میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔

یہ بات جو تم نے بتائی ہے ایک سرکاری راز ہے

اور میں نے یہ راز کسی غیر سرکاری آدمی پر نہیں ظاہر کیا۔

تم۔۔۔۔۔ فیاض کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

بہر حال عمران ایک طویل سانس لیکر بولا۔ مجھے اب اس قسم کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں رہ

گئی۔۔۔۔۔ میں آج کل ادب کی خدمت کر رہا ہوں۔

مجھے معلوم ہے کہ آج کل تم کیا کر رہے ہو۔ فیاض براسا منہ بنا کر بولا۔

اگر تمہیں ان معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تو تم نے اتنی اہم معلومات کیسے حاصل کیں۔

یہ ان معلومات کی نالائقی ہے۔۔۔۔۔ کہ مجھ جیسے ناکارہ آدمی کے فلیٹ میں چلی آئیں۔

عمران مذاق چھوڑو۔ فیاض نے کہا۔ میں سنجیدگی سے اس مسئلے پر تمہارا مشورہ چاہتا ہوں۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ تم فی الحال اپنی نئی اسٹینوسے ہوشیار رہو۔

Released on 2008

Page 12

اس نے ریسپورر رکھ دیا۔

ٹھیک چھ بجے عمران کی کار گرینڈ ہوٹل کی کمپاؤنڈ میں پہنچ گئی۔ وہ تنہا تھی۔

حسب معمول جسم پر شوخ رنگوں والا لباس تھا۔ نیلی پتلون، زرد قمیض۔۔۔ گلابی ٹائی اور بے داغ برف سے شفاف کوٹ۔

فلیٹ ہیٹ گہری نیلی تھی اور اس کے بائیں طرف گلاب کی تین کلیاں اڑی ہوئی تھیں۔

گرینڈ ہوٹل کے پل کیپٹن نے اگر اسے کار سے اترتے نہ دیکھا ہوتا تو شاید اسے اندر گھسنے بھی نہ

دیتا۔۔۔۔۔ پھر بھی اس نے اس سے ٹوک ہی دیا۔

جناب والا ذرا اس بورڈ پر بھی نظر رکھیں۔ اس نے ایک بورڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس پر تحریر تھا۔

شام کی تفریح کے لئے ایوننگ سوٹ میں آنا نہ بھولیے۔

لیکن میں بھول گیا۔ عمران نے منعموم لہجے میں کہا اور ڈرائیونگ روم میں داخل ہو گیا۔۔۔۔۔ اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی لیکن پروین کہیں نہ دکھائی دی۔۔۔۔۔ البتہ اس نے جولیا نافٹرواٹر کو دیکھا جو اس کی خبط الحواسی پر مسکرا رہی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔ اس کے جوتوں۔۔۔۔۔ کی چرچراہٹ سارے ڈائینگ ہال میں گونج رہی تھی۔ ظاہر ہے کہ دوسرے لوگ اسے گھور رہے ہوں گے۔ جولیا اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر بوکھلا گئی۔۔۔۔۔ کم از کم باسلیقہ عورت تو ایسی سچ دھج میں عمران کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ مگر جولیا کرتی ہی کیا۔۔۔۔۔

آپ کی اجازت سے۔۔۔۔۔ عمران آہستہ سے کہتا ہوا اس کی میز پر جم گیا۔

کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں تنہا ہوں۔

تب بھی آہستہ بولو

وہ ٹکیہ۔۔۔۔۔ اس پردایرے میں طلوع ہوتے ہوئے سورج کا نقش تھا۔۔۔۔۔ یہی ایک مغربی ملک کی سیکرٹ سروس کا شناختی نشان ہے۔

ہے نا

سو فیصدی۔۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے عمران۔

پرواہ نہ کرو۔

کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکو گے۔

نہیں۔۔۔ عمران نے بڑی صفائی سے کہا۔

کیوں

لڑکی والے اسے ناپسند کرتے ہیں۔۔۔۔۔ میں تم سے استدعا کروں گا کہ مجھ سے ملنا جلنا ترک کر دو۔ میں اب نہایت شرافت سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں بات طے ہو گئی ہے۔ لیکن لڑکی والے اس پھر معرض ہیں کہ میرا پولیس والوں سے ملنا جلنا ہے ان کا خیال ہے کہ میرے لئے خالص گھی کی تجارت موزوں رہے گی۔

یار عمران۔

نہیں بس۔۔۔۔۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں کنوارہ ہی مرجاؤں تم خود تو شادی شدہ ہو اور ہر دوسرے ماہ اسٹینو بھی بدل دیتے ہو واہ یار۔۔۔۔۔ لعنت ہے تمہاری دوستی پر۔۔۔۔۔ پھنکار ہے۔۔۔۔۔ بس ختم۔۔۔

سے عمران کی نظر رہی تھی وہ بھوری ڈاڑھی والا ایک سفید فام آدمی تھا۔ عمران کا خیال تھا کہ وہ کسی مغربی ملک کا باشندہ ہے لیکن وہ بڑی فصیح اردو بولتا تھا۔ جس کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ وہ خود کو مشرق کا باشندہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔

وہ ریکسٹن اسٹریٹ کی ایک بدنام عمارت میں مقیم تھا لوگوں کا خیال تھا کہ وہ عمارت آسب زدہ ہے۔ عمران نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ لیکن جس دن پروین کو فیاض کے آفس میں ملازمت ملی۔ اسی دن ریکسٹن اسٹریٹ کی اس عمارت میں قفل پڑ گیا۔ اور وہاں پھر۔۔۔ کرائے پر خالی ہے کا بورڈ نظر آنے لگا۔ پروین اتنی پرکشش تھی کہ آٹھ دس لڑکیوں میں اس کا انتخاب کر لیا جانا مشکل نہیں تھا۔ فیاض کی حسن پرستی پر عمران پر اظہار من التحش تھی۔ وہ ہر دوسرے تیسرے ماہ اسٹینو بدل دیتا تھا۔

پروین کے متعلق عمران پہلے ہی بہتری معلومات بہم پہنچا چکا تھا۔ وہ ایک پرائیویٹ فرم میں عرصہ سے ملازم تھی۔ اور اس فرم میں اس کی آمدنی موجودہ تنخواہ سے کہیں زیادہ تھی۔ پھر وہ فرم کی ملازمت ترک کر کے یہاں کیوں چلی آئی تھی۔

عمران گرینڈ ہوٹل سے نکل کر پروین کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔۔۔۔۔ یہ حقیقت تھی کہ اب وہ اس کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔ خصوصاً اس طرح کہ اسے کسی قسم کا شبہ ہو جائے۔ بس وہ اس پر نظر ضرور رکھنا چاہتا تھا۔

اس نے ابھی تک اس کے متعلق ساری معلومات اپنے ماتحتوں کے ذریعہ فراہم کی تھیں۔

آج بھی اگر پروین کے معمول میں فرق نہ آیا ہوتا تو وہ کبھی اس کے گھر کا رخ نہ کرتا۔

اطلاعات کے مطابق وہ بلاناغہ اپنی شاہیں تنہا فیاض کے ساتھ گرینڈ ہوٹل میں گزارہ کرتی تھی۔ اس نے ریگل لاج کے سامنے کا روک دی۔ اسی عمارت کے سترھویں فلیٹ میں پروین رہتی تھی۔ اس نے دیکھا

وہ دیکھئے۔۔۔۔۔ میرے ساتھی۔۔۔ جولیا ہکلائی۔

جب آپ کا کوئی ساتھی آئے تو مجھے بتا دیجئے گا۔۔۔۔۔ میں اٹھ جاؤں گا لیکن ایسی صورت میں جبکہ میں تنہا ہوں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ میں تنہا نہیں رہ سکتا۔ آپ دیکھئے نایہ سب لوگ مجھے کتنی خراب نظروں سے گھور رہے ہیں۔ لعنت ہے ان پر۔۔۔ کیا انہوں نے مجھے کوئی خوبصورت عورت سمجھ رکھا ہے۔ خدا غارت کرے ان کو۔

جولیا ہنس پڑی۔ لیکن وہ الجھن محسوس کر رہی تھی۔ کیونکہ دوسرے لوگ اب اسے بھی گھورنے لگے تھے۔ میں خود ہی اٹھ جاؤں گی۔ جولیا جھنجھلا کر بولی۔

تب آپ کی پوزیشن اور زیادہ مضحکہ خیز ہو جائے گی۔ لوگ مجھے کوئی غنڈہ سمجھیں گے اور آپ کے متعلق کیا سوچیں گے۔ لیکن اگر آپ چپ چاپ بیٹھی رہی تو یہی لوگ سمجھیں گے کہ میں ضرور کوئی فلم اسٹار ہوں۔۔۔۔۔ وہ کیا نام ہے اس کا۔۔۔۔۔ نمی کپور۔۔۔۔۔

جولیا اسے بکواس کرتا چھوڑ کر اٹھ گئی لیکن وہ ہال میں کہیں نہیں رکی۔ اس کا رخ صدر دروازے کی طرف تھا۔ عمران ایک طویل سانس لیکر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ یہی چاہا رہا ہو کہ جولیا یہاں سے چلی جائے۔۔۔ اس نے پیرے سے کولڈ کافی طلب کی اور آنکھیں بند کر دیں۔

تقریباً سات بجے تک وہ پروین کی آمد کا منتظر رہا۔۔۔ لیکن وہ نہیں آئی۔

ملی ہوئی اطلاعات کے مطابق آج گویا اس کے معمول میں فرق آ گیا تھا۔ سوا سات بجے اس نے میز چھوڑ دی۔

فی الحال پروین کے علاوہ اس کے ہاتھ میں دوسرا کارڈ نہیں تھا۔ وہ اسے اس وقت سے جانتا تھا جب وہ فیاض کی اسٹینو نہیں تھی۔ اس نے اسے دراصل ایک ایسے مشتبہ آدمی سے ملتے جلتے دیکھا تھا جس پر عرصے

میں دیکھ لوں گا۔ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو تمہیں کرائے کے رونے والے بھی نہ نصیب ہوں گے۔
تم سنجیدہ ہو۔

ہاں میں سنجیدہ ہوں

فیاض کچھ نہ بولا..... عمران نے کہا..... ہیلو

ہاں..... ہاں..... میں کچھ سوچنے لگا تھا

بتاؤ آج تم دونوں گرینڈ ہوٹل کیوں نہیں گے؟

اس کی طبیعت کچھ خراب تھی اس نے کہا کہ وہ آفس سے سیدھی گھر جا گی
لیکن اس کا فلیٹ مقفل ہے

ہوگا فیاض نے لا پرواہی سے کہا ممکن ہے کہ وہ تفریح کے موڈ میں نہ رہی ہو..... بہانہ کیا ہو..... ویسے کیا
تمہارے پاس اس کے خلاف کوئی واضح قسم کا ثبوت ہے؟

نہیں..... فی الحال نہیں ہے..... لیکن جلد ہی اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لینے کی توقع رکھتا ہوں
مجھے یقین ہے کہ تمہارے شبہات کسی غلط فہمی پر مبنی ہیں فیاض نے کہا

جس فرم میں وہ پہلے کام کرتی تھی وہاں اسے موجودہ تنخواہ سے ڈیڑھ گنی زیادہ رقم ملتی تھی

اوهو فیاض نے کہا، یہ ایسی اہم بات نہیں ہے اسے دراصل محکمہ سرانصرسانی میں ملازمت کا شوق تھا

سرانصرسانی سے دلچسپی بھی ہے سگبار والا کیس اس کیلئے بڑا سنسنی خیز ثابت ہوا ہے

اچھا سو پر فیاض عمران نے ایک طویل سانس لے کر سلسلہ منقطع کر دیا

ٹھیک ایک گھنٹے بعد عمران کی کار محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سرسلطان کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی سرسلطان پہلے

ہوم سیکرٹری تھے اور اب انکا تبادلہ محکمہ خارجہ میں کر دیا گیا تھا عمران کے پرانے مداحوں میں سے تھے اور

کہ کیپٹن جعفری سامنے والے فٹ پاتھ پر موجود تھا۔ عمران نے اس کی ڈیوٹی نہیں لگائی تھی۔ لیکن وہ اس کی
نظروں سے بچ کر اوپری منزل پر جانا چاہتا تھا وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ لیکن بے سود۔۔۔۔ کیونکہ
پروین کا فلیٹ مقفل تھا۔ وہ اپنی کار میں آ بیٹھا کچھ دور چلا۔ پھر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے نزدیک کار
روک دی۔

فون پر اس نے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کیے۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے سے اس نے
صرف اتنا ہی پوچھا کہ فیاض گھر پر موجود ہے یا نہیں۔ جواب اثبات میں ملا۔۔۔ اور تھوڑی دیر بعد فیاض
کی آواز سنائی دی۔

ہیلو۔۔۔۔۔ سوپر۔۔۔۔۔

کون۔۔۔۔۔ عمران۔۔۔۔۔

ہاں میں ہوں۔۔۔۔۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ آج پروین گرینڈ ہوٹل میں کیوں نہیں گئی۔ اور تم اس وقت
گھر پر کیسے ہو۔

خدا تمہیں غارت کرے۔۔۔۔۔ پیچھا بھی چھوڑ دو۔

میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ تم آج اسے وہاں ضرور لاتے۔ کیونکہ آج
وہاں ایک خاص پروگرام تھا۔ مجھے اس کی وجہ بتاؤ۔

پہلے تم بتاؤ کہ تم پروین کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔

تم نے آستین میں ایک سانپ پالا ہے اور تم کسی وقت بھی جہنم رسید ہو سکتے ہو۔

کیوں بکواس کر رہے ہو۔

مختار ہو۔۔۔۔۔ فیاض۔۔۔۔۔ لیکن اس پھر یہ نہ ظاہر ہونے دو کہ تم اس پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہو۔ بقیہ

بڑا مشکل کام ہے جناب عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا، پتہ نہیں وہ لوگ کون تھے اور انکی گرفتاری کا کیا مقصد تھا

عمران سر سلطان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے تم جانتے ہو..... یہ کتنا اہم معاملہ ہے..... معلوم نہیں وہ آدمی کون تھا جو تقریباً ڈیڑھ ہفتے تک محکمہ خارجہ کی ایک اہم جگہ پر کام کرتا رہا اور پتہ نہیں اس نے حکومت کے کتنے راز معلوم ک ہو گے

یقیناً اب آپ دیکھئے کہ اس کے چارج میں کیا کیا تھا ویسے تو..... ابھی تک اس کے سپرد کوئی کام کیا ہی نہیں گیا تھا

کیا یہ محض اتفاق ہی تھا

قطعی اتفاق..... ابھی تک اس معاہدہ کا مسودہ ہی مکمل نہیں ہو سکا تھا جس پر اسے کام کرنا تھا..... مگر یہ تو سوچو کہ اتنے دنوں تک وہ آفس میں رہا

میں سوچ رہا ہوں جناب..... مگر اس معاہدے کی کیا نوعیت تھی؟

ایک ملک سے ایک نیم فوجی معاہدہ

یقیناً یہ بہت اہم ہے عمران کچھ سوچتا ہوا بولا اب ہمیں ان چودہ آدمیوں کے متعلق بھی معلومات فراہم

کرنی پڑے گی مگر ان میں سے صرف پانچ ہی ایسی لاشیں ہیں جو

قابل شناخت کہی جاسکتی ہیں..... وہ تو بری طرح کچلی جا چکی ہیں

کیپٹن فیاض بذات خود تفتیش کر رہا ہے سر سلطان بولے

جی ہاں مجھے علم ہے

اس کا کیا خیال ہے؟

اب عمران براہ راست ان کی ماتحتی میں کام کر رہا تھا مگر اس کا علم سر سلطان ہی کو تھا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر کون ہے

اسے سر سلطان کا انتظار زیادہ دیر تک نہیں کرنا پڑا کیونکہ وہ خود بھی اس سے ملنے کیلئے بری طرح بے چین تھے

کیوں عمران تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے مضطربانہ انداز میں کہا

میرے کچھ کرنے سے پہلے ہی بہت کچھ ہو چکا ہے عمران نا خوشگوار لہجے میں بڑبڑایا

میں نہیں سمجھا

آخر اسکی تشہیر کیوں کی گئی کہ ان چٹانوں کے نیچے سے کرنل زیدی کی لاش برآمد ہوئی تھی؟

تشہیر تو نہیں ہوئی..... صرف چند آدمی جانتے ہیں

اور ان چند آدمیوں میں وہ بھی شامل ہے جو لاش برآمد ہونے سے ایک دن پہلے کرنل زیدی کا پارٹ ادا کر

رہا تھا

اوہو دشواری تو یہ تھی کہ یہاں کوئی اسے پہنچا نہ تھا وہ براہ راست فوجی ہیڈ کوارٹر سے میرے محکمے میں آیا

تھا

پھر اس کی لاش کی شناخت کیسے ہوئی تھی؟ عمران نے پوچھا

کل شام تک جو کرنل زیدی کی جگہ پر کام کرتا رہا ہے وہ اس کا ہمشکل تھا

یہ میری بد قسمتی ہے کہ میں اس آدمی کو نہیں دیکھ سکا بہر حال پتھروں سے برآمد ہونے والی لاش میں نے

دیکھی ہے اس کا چہرہ کچھ ایسا ہی تھا کہ بہت آسانی سے کوئی دوسرا اس کا میک اپ کر سکتا تھا

مگر وہ دوسری چودہ لاشیں؟

اس کی کار ایک بار پھر یونہی بے مقصد شہر کی سڑکوں کے چکر لگا رہی تھی
فی الحال کسی خاص لائن پر کچھ کرنے کیلئے اس کے پاس مواد ہی نہیں تھا
ایک پبلک فون بوتھ کے سامنے اس نے کاررو کی اور جولیا نافٹز واٹر کے نمبر ڈائل ک
لیں سر

دوسری طرف سے آواز آئی..... وہ اپنے چیف آفیسر کی بھرائی ہوئی آواز بخوبی پہنچاتی تھی
جعفری اور تنویر کی طرف سے کوئی اطلاع؟
جی ہاں..... تنویر ہسپتال میں ہے

کیا مطلب؟
وہ ریکسٹن سٹریٹ والے آسیب زدہ مکان کے سامنے کھڑے کھڑے بیہوش ہو کر گر گیا تھا اور اب وہ
ہسپتال میں ہے
کیا چوٹ بھی آئی ہے؟

جی ہاں گرنے کی وجہ سے..... پیشانی زخمی ہو گئی ہے
تم اس سے ملی ہو؟

جی ہاں

بیہوش کیسے ہوا تھا؟

اس کا اسے خود بھی علم نہیں

تو اب اس مکان کی نگرانی نہیں ہو رہی؟

جی نہیں..... میں نے اس واقعہ کے بعد کئی بار آپ کو رنگ کیا تھا لیکن آپ نہیں ملے

میں نے اس کا خیال معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی
میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کچھ کر رہے ہو یا نہیں؟
میں غافل نہیں ہوں جناب..... عمران بولا اچھا اب مجھے اجازت دیج
مگر تمہارا رویہ تسلی بخش نہیں ہے سر سلطان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہو کہا
بڑے غیر یقینی حالات ہیں جناب عمران نے سر کچھا کر کہا میں ابھی تک کوئی لائحہ عمل مرتب نہیں کر سکا
لیکن توقع ہے کہ جلد ہی میں اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کر سکوں..... اور اگر کچھ نہ کر سکا تو اسکی تمام ذمہ داری
آپ پر ہوگی

کیوں..... مجھ پر کیوں..... سر سلطان نے حیرت سے کہا اور عمران کو گھورنے لگے
آپ ہمیشہ مجھے سنجیدگی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں..... لیکن میں جب بھی سنجیدہ ہوتا ہوں تو بنے بنا
کام بگڑ جاتے ہیں میں نے ان دنوں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کی تھی..... یہی وجہ ہے کہ
اب تک مجھ سے کچھ بھی نہیں بن پڑا
بیکار باتیں نہ کرو سر سلطان مسکرا

ادھر قبلہ والد صاحب نے کیپٹن فیاض کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ جب بھی عمران گرفت میں آ جاتا تو اسکے
ساتھ کوئی مروت نہ برتی جا

تم جیسا نا لائق لڑکا آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا سر سلطان جھنس پڑے
چلے آپ بھی یہ فرما رہے ہیں اب میرے ل یہی باقی رہ جاتا ہے کہ خود کشی کر لوں عمران دروازے کی
طرف مڑا

سر سلطان نے اسے روکا نہیں

عمران سلسلہ منقطع کر کے بوتھ سے باہر نکل آیا

اب اس کی کارریکشن سٹریٹ کی طرف جارہی تھی جہاں وہ آسیب زدہ مکان واقع تھا
کارایک گلی میں کھڑی کر کے اس نے وقت دیکھا گیارہ بج رہے تھے اب وہ ریکشن سٹریٹ کی طرف
پیدل چل پڑا شہر کے اس حصے کی رونق بہت کم ہو گئی تھی زیادہ تر دکانیں بند ہو گئی تھیں کہیں کہیں ایک
آدھ کیفے یا ریستوران اب بھی بھرے پڑے نظر آ رہے تھے عمران جوزف روڈ اور وکٹوریہ روڈ کے
چوراہے پر ایک بار پھر رکا چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر آگے بڑھ گیا غالباً وہ وکٹوریہ روڈ کا چکر لگا کر....
ریکشن سٹریٹ میں داخل ہونا چاہتا تھا

آسیب زدہ عمارت کے قریب پہنچ کر وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا ریکشن سٹریٹ سنسان پڑی تھی ایسا
معلوم ہو رہا تھا جیسے رات آدھی سے زیادہ گزر گئی ہو وہاں کے سناٹے کا عالم دیکھ کر عمران فی الفور اپنا
پروگرام کینسل کرنا پڑا وہ سوچ کر آیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا مگر
اب یہاں کی حالت دیکھ کر یہ چیز قریب قریب ناممکن معلوم ہونے لگی تھی

سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ تنویر یہاں بیہوش کیوں ہوا تھا؟ اس کی بیہوشی اتفاقاً بھی نہیں کہی جاسکتی تھی
کیونکہ وہ صحت مند جسم و دماغ رکھتا تھا اور اس سے پہلے کبھی اسے اس طرح بیہوش ہو جانے کا اتفاق نہیں ہوا
تھا پھر اگر وہ بے ہوشی کسی آدمی کی کسی حرکت کا نتیجہ تھی تو وہ آدمی کون ہو سکتا تھا؟ اور اس سے یہ حرکت کیوں
سرزد ہوئی تھی؟

ان سوالات کا جواب عمران کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا کہ وہ آدمی اسی عمارت کے متعلق ہو سکتا
ہے جس کی نگرانی تنویر کر رہا تھا

پھر ایسی حالت میں اس عمارت کا رخ کرنا گویا موت کے منہ میں جانا تھا ظاہر ہے اس عمارت سے تعلق

جعفری کی کیا رپورٹ ہے؟

آخری بار فون پر اس نے کہا تھا کہ پروین واپس نہیں آئی..... فلیٹ بدستور مقفل ہے
اچھا..... اب اگر اس کا فون آ تو کہہ دینا کہ اس کی ڈیوٹی ختم ہو گئی..... میں کچھ دیر بعد تمہیں پھر فون
کروں گا..... ہاں.... تم آج رات مجھے میری قیام گاہ پر نہ پاسکوگی
تھوڑی سی دیر بعد عمران نے تنویر سے فون پر رابطہ قائم کر لیا
وہ ہسپتال سے گھر واپس آ گیا تھا اس نے بتایا کہ وہ اپنی بیہوشی کی وجہ نہ بتا سکے گا اسے اس کا علم ہی نہیں
کہ وہ کیسے بیہوش ہو گیا

ویسے اسے ایک آدمی پر شبہ ضرور ہے جو کچھ دیر اس کے قریب رک کر سگریٹ پیتا رہا تھا
تنویر نے بتایا کہ سگریٹ کے دھوئیں کی بو کچھ عجیب قسم کی تھی جو طبیعت پر گراں گزری تھی اور ہو سکتا ہے کہ
بیہوشی دھوئیں کا نتیجہ رہی ہو
اس آدمی کا حلیہ بتا سکو گے؟ عمران نے پوچھا

نہیں جناب چونکہ میں نے اسے ایک راہ گیر سے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی اس لئے کا حلیہ یاد کر کے بتانا
دشوار ہے

ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دھواں بہت ہی سریع الاثر تھا ورنہ اس کی عجیب بو کی وجہ سے تمہیں اس
آدمی کا حلیہ ضرور یاد رہتا..... تمہیں دراصل اتنی مہلت ہی نہ ملی ہوگی کہ تم اس آدمی کی شکل بغور دیکھ سکتے
جی ہاں..... جناب یہی بات ہے

اچھا تنویر اب تم آرام کرو..... پیشانی کا زخم زیادہ گہرا تو نہیں ہے؟

جی نہیں معمولی سا ہے

اس میں چھپ گیا اس کس پیروں میں جوتے نہیں تھے مگر پیروں کی حالت سے یہ نہیں ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے اپنی زندگی میں کبھی جوتا بھی پہنا ہو وہ کسی مزدور کے پیر معلوم ہوتے تھے ریگل لاج یہاں سے کافی دور تھی لیکن عمران نے یہ مسافت پیدل ہی طے کی پوری عمارت تاریک پڑی تھی وہ پروین کے فلیٹ کے سامنے رک گیا غالباب وہ واپس آ گئی تھی کیونکہ دروازے میں قفل نہیں تھا عمران نے پہلے ہی ٹول کر دیکھ لیا تھا دوسرے ہی لمحہ میں اس نے دروازے کے ایک شیشہ پر ہاتھ مارا چھنا کے کی آواز آئی اور شیشے کے ٹکڑے دوسری طرف کمرے میں جا گرے

عمران نے اندر ہاتھ ڈال کر چٹنی نیچے گرا دی دروازہ کھل گیا

یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ نیچے کی چٹنی نہیں گرائی گئی تھی.... ورنہ عمران کے فرشتے بھی اتنی آسانی سے دروازہ نہ کھول سکتے

اندر گھس کر اس نے دروازہ پھر بند کر لیا لیکن اسی وقت دوسرے کمرے کے روشندان کے شیشے روشن ہو گئے عمران اس کمرے کے بند دروازے کی طرف جھپٹا اور دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا

دوسرے لمحے میں دروازہ کھلا اور پروین شب خوابی کے لباس میں نظر آئی لیکن اس کے ہاتھ میں پستول تھا.... عمران چپ چاپ دیوار سے چپکا کھڑا رہا وہ اندھیرے میں تھا اور جیسے ہی پروین نے دروازے سے باہر قدم نکالا.... عمران نے پستول پر ہاتھ ڈال دیا

خبردار اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا آواز نہ نکلے ورنہ گلا گھونٹ دوں گا

پستول کی نال پروین کی کینٹی پر تھی.... اور وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو گھور رہی تھی مگر ان آنکھوں میں خوف کا شائبہ تک نہ تھا

پہلے تم مرجاؤ گی.... اس کے بعد وہ مجھے پاسکیں گے عمران نے آہستہ سے کہا

رکھنے والے باخبر تھے کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے ورنہ تنویر بیہوش کیوں ہوتا؟

وہ سنسان راستے پر چلتا رہا نزدیک و دور ایک تنفس کا بھی پتہ نہیں تھا عمران نے یہ بات یہاں پہنچ کر نہیں سوچی تھی یہ سوال پہلے ہی اس کے ذہن میں تھا مگر اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ ریکسٹن اسٹریٹ گیارہ بجے ہی سے اس طرح ویران ہو جاگی اگر اس سڑک پر اس وقت تھوڑی بہت آمد و رفت بھی ہوتی تو شاید عمران اپنا کام کر گذرا ہوتا لیکن ایسی صورت میں کوئی دیوار ہی اس کیلئے فتنہ بن سکتی تھی اور کوئی کھڑکی ہی موت کا پیغام لاسکتی تھی وہ چپ چاپ ریکسٹن اسٹریٹ سے گذر گیا پھر کار تک دوبارہ پہنچنے کیلئے اسے ایک لمبا چکر کاٹنا پڑا

کار اسٹارٹ کرتے وقت وہ بالکل خالی الذہن تھا لیکن جیسے ہی کار آگے بڑھی عمرانیت جاگ اٹھی اور عمرانیت جب بھی جاگتی تھی کچھ نہ کچھ ہو کر رہتا تھا عمران اسے عمرانیت کہتا تھا عمرانیت کا مطلب تھا عمران کا مخصوص انداز فکر و عمل نہیں.... بلکہ صرف عمل.... فکر کا دخل کہاں عمرانیت میں.... یعنی کہ سمجھے بوجھے بغیر کوئی حرکت کر بیٹھنا اور پھر اس کے نتائج سے اپنے دل راستہ بنانا

عمران نے بڑی تیز رفتاری سے اپنے فلیٹ تک کا راستہ طے کیا ٹھیک پونے بارہ بجے وہ اپنے چہرے کی مرمت کر رہا تھا بارہ بج کر بیس منٹ پر جب اس نے آئینے پر الوداعی نظر ڈالی تو عمران کی بجائے شیطان نظر آ رہا تھا

ڈاڑھی بے تحاشا بڑھی ہوئی.... سر کے بال کسی بے مرمت جھاڑی کا منظر پیش کر رہے تھے اور آنکھیں انگاروں کی طرح دھکتی ہوئی.... جسم پر قیدیوں کا سالباس تھا.... چار خانے کا کرتا.... مختصر سا جانگیا.... اور سر پر گول ٹوپی وہ جیل سے بھاگا ہوا قیدی معلوم ہو رہا تھا

فلیٹ سے باہر نکلتے وقت اس نے ٹوپی اتار لی اور اپنے جسم پر ایک چادر اس طرح ڈالی کہ قیدیوں والا لباس

قدرتی بات ہے عمران مسکرایا

لیکن تمہیں یہ معلوم کر کے مایوسی ہوگی کہ میرے پاس اس پستول کا لائسنس ہے

ضرور ہوگا عمران نے اس کی بات تسلیم کر لی

پھر تم یہاں اس بھیس میں کیوں آ ہو؟

محض یہ معلوم کرنے کیلئے کہ تم کتنی حسین ہو

بس اب جاؤ پروین دروازے کی طرف اشارہ کر کے بولی، ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گی

واہ.... واہ.... کیا بات کہی ہے گویا میں نے اتنی محنت اس طرح واپس چلے جانے کیلئے کی ہے

پروین کچھ نہیں بولی تھوڑی دیر بعد اس نے کہا

تم حقیقتاً کیا چاہتے ہو؟

حقیقتاً میں تمہیں بری طرح چاہتا ہوں، عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا.... وہ.... کیا کہتے ہیں اسے

.... کیا نام ہے.... جب تک تم جواب کا محبت.... محبت.... کا جواب.... بذریعہ جوابی پوسٹ کارڈ....

اور.... لا حول.... پھر غلط ہو گیا

مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش نہ کرو پروین نے خشک لہجے میں کہا.... فیاض صاحب مجھے تمہارے متعلق

سب کچھ بتا چکے ہیں.... تم بیوقوف بن کر دوسروں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتے ہو

عمران نے دل ہی دل میں فیاض کو دو چار گالیاں دے کر انہیں سو سے ضرب دے دی.... تقریباً چار سو

گالیوں کا ثواب فیاض کی روح کو بخش کر اس نے پروین سے کہا، اگر تم میری اسٹینوہو تیں تو میں ساری دنیا کو

شارٹ ہیڈ میں تبدیل کر دیتا.... مگر.... یہ تمہاری تقدیر کی خرابی ہے کہ تم فیاض جیسے کوڑھ مغز کے حصے

میں آئی ہو

کون؟ پروین کی تیز قسم کی سرگوشی کمرے میں گونجی

پولیس میرے تعاقب میں ہے

اوہو پروین نے لا پرواہی سے کہا تو تم میرے ل مصیبت بنو گے؟

میں اس وقت تک یہاں ٹھہروں گا.... جب تک کہ وہ یہاں سے چلے نہ جائیں

ہوں پروین اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی.... تم اس وقت تک یہاں ٹھہر سکتے ہو اندر چلو

عمران نے پستول اس کی کنپٹی پر سے ہٹالیا وہ بڑی لا پرواہی سے چلتی ہوئی اپنے بستر پر جا بیٹھی اور ایک

کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا.... بیٹھ جاؤ

عمران ریوالور کا رخ اس کی طرف کھو بیٹھ گیا

ریوالور مجھے واپس کر دو

نہیں عمران غرایا

فضول ہے.... اگر میں شور بھی مچاؤں تو تم مجھے گولی نہیں مارو گے

مچا کر دیکھو

ہوسکتا ہے کہ تم بہت چالاک ہو پروین مسکرائی لیکن میک اپ کے معاملے میں کچھ ہو

عمران بوکھلا گیا.... لیکن بوکھلاہٹ چہرے سے نہیں ظاہر ہونے دی

میں یہ بھی جانتی ہوں پروین چند لمحے خاموش رہ کر آہستہ سے بولی کہ تم کیوں میرے پیچھے پڑ گے؟

جانتی ہوں.... ہاہا.... عمران نے احمقوں کی طرح قہقہہ لگایا

تم نے اس دن میرے پرس میں پستول دیکھا تھا مجھے یقین ہے کہ یہی بات ہے بہر حال تم یہ معلوم کرنا

چاہتے ہو کہ میں بغیر لائسنس کا پستول کیوں ل پھرتی ہوں؟

یہ رہا لائسنس.... اس نے کہا، میرے باپ کو پہلی جنگ عظیم میں بہترین فوجی خدمات کے صلے میں چند مراعات ملی تھیں ان میں سے پستول کا لائسنس بھی ہے جو نسلا بعد نسلا ایک دوسرے کی طرف منتقل بھی ہو سکتا ہے

عمران نے لفافہ اس کے ہاتھ سے لے کر لائسنس نکالا اسے غور سے دیکھتا رہا اور پھر واپس کرتا ہوا بولا مجھے یقین ہے

پھر۔۔۔ پروین نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

پھر۔۔۔ کیا بتاؤں عمران نے سر جھکا یا۔۔۔ میں نے تمہارے پرس میں ریوالور دیکھ کر تمہارے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا

اب کیا خیال ہے

مجھے افسوس ہے

لیکن تمہیں میری اتنی فکر کیوں پڑی ہوئی تھیا اور اس وقت اس بھیس میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔

اس جملے میں دو سوال ہیں عمران کچھ سوچتا ہوا بولا پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ مجھے تم پر رحم آتا ہیا اور

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں تمہاری حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

میں اس پورے جملے کا مطلب نہیں سمجھی۔ پروین نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے تم پر اس لئے رحم آتا ہے کہ تم فیاض سے واقف نہیں۔ دو تین ماہ بدودہ تمہیں بھیر خست کر دے گا۔

یعنی کہیں اور تبادلہ ہو جائے گا پروین نے کہا کیا حرج ہے۔۔۔ میں سرکاری ملازمت چاہتی ہوں۔

لیکن تنخواہ اتنی نہیں ملے گی۔ جتنی فیاض کی ماتحتی میں مل رہی ہے۔

کیوں۔۔۔۔ نہیں یہ ضروری نہیں۔

اب میں عنقریب ایک ملازم بھی رکھوں گی

کیوں عمران نے لہک کر پوچھا

تاکہ تم جیسے شریف آدمیوں کو باہر جانے کا راستہ معلوم ہونے میں کوئی دشواری نہ پیش آ

کیا تم مجھے اس پستول کا لائسنس دکھا سکتی ہو؟ عمران نے کہا

نہیں پروین نے سخت لہجے میں کہا لیکن.... تم اس کی اطلاع پولیس کو شوق سے دے سکتے ہو

گھر سے یہاں تک پیدل آیا ہوں عمران نے مغموم لہجے میں کہا

آج شاید اس کے ستارے ہی خراب تھے صبح سے اب تک کوئی کام نہیں بناتھا اور ویسے اسے اس بات کا

اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ پروین توقعات سے بڑھ کر ذہین اور چالاک ہے لیکن وہ اس واقعہ کا سبب اپنے

پستول کو سمجھتی ہے

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پروین بھی خاموش تھی شاید وہ کچھ سوچ رہی تھی

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا، اچھا اگر یہ پستول میں نے غیر قانونی طور پر رکھ چھوڑا ہے تو تم میرا کیا کرو گے؟

کبھی تمہاری طرف رخ بھی نہ کروں گا.... عمران اپنے دونوں کان پکڑ کر بولا

کیوں؟

جو عورتیں بغیر لائسنس کا ریوالور رکھتی ہو بھلا وہ کیا جانیں کہ تیر نظر.... اور درجہ کیا چیز ہے

بکواس مت کرو پروین شرمیلے انداز میں مسکرائی

بس میں آخری بار کہہ رہا ہوں.... کہ مجھے اس ریوالور کے بارے میں مطمئن کر دو

پروین تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر اٹھی اور ایک سوٹ کیس کھولا

چند لمبے کپڑوں کی تہیں الٹی رہی.... پھر ایک لفافہ لے کر عمران کے قریب آئی

محسوس کرو گی کہ میں غلطی پر نہیں تھا۔

تم بھیس بدل کر کیوں آئے تھے

ہاں اس میلے پر تین گھنٹے تقریر کر سکتا ہوں۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا سب سے پہلے تم اپنے مطلع کچھ سنو میں نے تمہیں پہلے پہل دیکھا اور نا جانے کیا۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔ وہ ہو گیا۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کی کلک۔۔۔ کہ۔۔۔ عمران نے شرما کر سر جھکا لیا پھر اپنے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے بولا بکو اس۔۔۔ عمران۔۔۔ پلیر۔۔۔ شٹ اپ۔۔۔ ہاں تو جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم اپنی پہلی ملازمت میں یہاں سے زیادہ پیسہ کما تے تھیں تو مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ میں سمجھا شاید تمہیں فیاض سے وہ ہو گئی ہے۔۔۔ کیا کہتے ہیں۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔ لال لال۔۔۔ وہاں پھر میں نے تمہاری پرس میں پستول دیکھا اور میری خلش بڑھ گئی۔۔۔ میرا خیال تھا کہ تم کسی جرایم پیشہ گروہ سے تعلق رکھتی ہے اور فیاض کی ماتحتی میں کام کرنا کسی خاص غرض پر مبنی ہے مگر میں تو بالکل بدھونکلا۔۔۔ ہا۔۔۔ کیا حیا ل ہے

پروین کافی دیر تک اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔

فرض کرو میں کسی جرایمِ پیشہ گروہ سے تعلق رکھتی ہوں۔۔۔ تو تم کیا کرتے

آدمی۔۔۔ میرا خرچ اسی سے چلتا ہے۔۔۔ میں بڑے بڑے جراثیم پیشہ لوگوں کو بلیک میل کر کے اچھی رقم بنا لیتا ہوں۔۔۔ کیا فیاض نے تمہیں میرے متعلق کچھ نہیں بتایا

یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی فیاض صاحب نے آپ کو چھوٹ دے رکھی ہے

مجبور ہے پچارہ۔۔۔۔۔ بس یہ سمجھ لو کہ میں اس کو بھی بلیک میل کرتا ہوں۔۔۔۔۔ کا ی تم سمجھتی ہو کہ قانع

کے محافظوں سے جراثیم سرزور نہیں ہوتے۔ فیاض کے چند جراثیم سے میں واقف ہوں۔۔۔۔ نہ صرف

قطعی ضروری ہے۔ یہی تو تم نہیں سمجھ سکتی۔ فی الحال تمہیں جو زیادہ الاؤنس مل رہے ہیں ان کا تذکرہ

سرکاری کاغذات میں نہیں ملے گا۔ وہ سب کچھ فیاض اپنی جیب سے ادا کرتا ہے۔

نہیں پروین کے لہجے میں حیرت تھی۔

مگر عمران نے اندازہ کر لیا کہ وہ حیرت حقیقی نہیں مصنوعی ہے

دو چار ماہ وہ تمہیں رکھے گا۔۔۔ پھر کسی دوسرے شعبے میں جھونک دے گا۔ اور تم وہاں اکتا

کر بھاگ نکلو گی

لیکن تمہیں کچھلی اسٹینو سے ہمدردی کیوں نہیں تھی

تم کیا جانو کہ نہیں تھی۔۔۔ ارے میں نے اس کے ساتھ بھی اپنا بہت سا قیمتی وقربر باد کیا تھا۔ مگر اتفاق سے

وہ بھی تمہاری طرح ضدی اور نا سمجھ تھی۔

پروین کچھ سوچنے لگی۔ آہستہ آہستہ اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

پھر شدید ترین غصے کی ساری علامتیں اس کے چہرے پر نظر آنے لگیں اور اس نے دانت پیس کر کہا۔

اگر یہ حقیقت ہے تو میں مزہ چکھا دوں گی فیاض صاحب کو

تم اس کا کیا کر لو گے عمر ان ہنس پڑا۔

اس کا جواب تو وقت ہی دے گا۔۔۔ وہ کوئی اور رہیں ہوں گی۔۔۔ جو چپ چاپ ذبح ہوں گئیں۔ میرے

ساتھ اس قسم کی حرکت کر کے فیاض صاحب خسارے میں ہوں گے۔

تم کچھ نہ کر سکو گیوہ بڑا آدمی ہے

خیر تم مجھے خواہ مخواہ غصہ نہ دلاؤ۔۔ تم دیکھ لو گے کہ میں کیا کر سکتی ہوں۔

صبر کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکو گی۔۔۔ خیر۔۔۔ اس مسئلہ پر بحث نہیں کرنا چاہتا ایک دن تم خود ہی

بڑھاتا ہوا بولا یہ آرازیو اور ہے۔۔۔ اس میں چھ گولیاں ہیں ڈرو نہیں۔۔۔ فیر کرو بے تکلف پروین ریو اور کو ہاتھ میں لے کر اٹھنے پلٹنے لگی۔ لیکن انداز سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ عمران کی تجویز پر عمل کرے گی۔

کیا اس کا لائسنس ہے تمہارے پاس۔۔۔ اس نے پوچھا۔
نہیں مجھے لائسنس کون دے گا

اس کا باوجود بھی تم خود کو ایک شریف شہری سمجھتے ہو
جو لوگ مجھے نہیں جانتے۔۔۔ وہ یہی سمجھتے ہیں۔ عمران نے لا پرواہی سے کہا۔

اچھا اب خیریت اسی میں ہے کہ تم چپ چاپ یہاں سے چلاے جاؤ
تو تم مجھ پر فائر نہیں کرو گی
نہیں

بڑی ڈرپوک ہو۔۔۔ جب ہمت کا یہ عالم ہے تو پھر پرس میں پستول لئے پھرنے کا کیا فائدہ
دیکھو گے میری ہمت

کیا دکھاؤ گی۔۔۔ عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔
اچھا تو تیار ہو جاؤ۔۔۔ میں فائر کروں گی۔۔۔ مگر ٹھرو پہلے اس کا امتحان کر لوں۔
اس نے مینٹل پیس پر رکھے ہوئے گلا دان کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ گلا دان کے پر نچے اڑ گئے۔

تیار۔۔۔ اس نے ریو اور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا
بالکل تیار۔۔۔ عمران کسی بت کی طرح بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

پروین نے پے درپے پانچ فائر کیے۔ عمران گویا ہر امیں اڑ رہا تھا۔ اس کے پیرز مین پر لگتے معلوم ہی نہیں

واقف ہوں بلکہ ثبوت بھی بہم پہنچا سکتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ فیاض صاحب میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔

بہت خطرناک آدمی ہوں پروین آہستہ سے بولکیسی دن کوئی دل جلا تمہیں گولی مار دے گا۔
بڑھا پیسے قبل یہ ناممکن ہیہا اور اس سال تک کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا۔۔۔ یہ لو اپنا پستول سنبھالو
عمران نے پستول اس کی طرف اچھال دیا پھر مسکرا کر بولا اسے مجھ پر خالی کر دو اگر ایک بھی گولی میرے جسم کے کسی حصے پر پڑ جائے تع پانچ ہزار کا چیک اسی وقت مجھ سے لے لو
پروین ہنسنے لگی اور پھر بولی۔۔۔ تم جانتے ہو کہ یہ میں نہ کر سکوں گی۔
تم قطع کر سکتی ہو عمران نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ میں جیل سے بھاگے ہوئے کسی قیدی کے میک اپ میں ہوں۔ تم میری موت کہ بعد آسانی سے یہ بیان دے کر گلو خلاصی حاصل کر سکتی ہو کہ میں نے تم پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

پروین نے اس کا یہ جملہ سچ حیرت سے سنا۔۔۔ اس بار حیرت ظاہر کرنے کا انداز مصنوعی نہیں تھا
چلو شروع ہو جاؤ

پروین پھر ہنس پڑی اور پھر کہا۔
فرض کرو۔۔۔ تم پر ایک بھی گولی نہ پڑی۔ لیکن فایروں کی آواز سن کر پڑوسی آگئے۔۔۔ پھر تم کیا کرو گے۔۔۔ ایک مفروت قیدی کی حیثیت سے تمہاری حجامت نہ بن جائے گی
تم واقع بہت ذہین ہو۔۔۔ عمران نے حیرت سے کہا۔۔۔ میں نے اس کے متعلق سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔
اچھا خیر۔۔۔ میں تمہیں دوسرا حربہ دیتا ہوں

عمران نے اپنے کرتے کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک عجیب وضع کا ریو اور نکالا اور اسے پروین کی طرف

ہوتے تھے۔

پانچ مختلف جگہوں پر دیوار کا پلاسٹر اڑ گیا تھا۔

اب کیا خیال ہے عمران سعادتمندی سے اپنا سر کھاتا ہوا بولا۔

خدا کی قسم۔۔۔ میں۔۔۔ کیا کہوں پروین بڑی طرح ہانپ رہی تھی اس کے برخلاف اتنی اچھل کود کے بعدھی عمران کی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔

تم کی۔۔۔ اچھے اچھے کچھ نہیں کہہ سکتے ہاں

پروین اپنے بستر پر اٹھ گئی۔۔۔ چند لمحے عمران کو گھورتی رہی۔ پھر بولیاں صاحبیتوں کے باوجود بھی تم کوئی ڈھنگ کا کام نہیں کر سکتے۔ باپ کا نام بدنام کرتے پھرتے ہو

لعنت ہے تم پر۔۔۔ عمران جھلا گیا۔۔۔ تم بھی شریف آدمیوں کی سی بکواس کرنے لگی اگر آئندہ میرے سامنے باپ کا حوالہ دیا تو مجھ سے بڑا کوئی نہ ہوگا۔۔۔ ہاں

اچھا تمہارے ساتھ کوئی اینگو بر میز لڑکی بھی رہتی ہے

اس نہیں رہتی۔۔۔ اس میں بھی شرافت کے تھورے بہت جا شیم پائے جاتے ہیں۔۔۔ اس مئے میں اسے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔۔۔ شروع میں سمجھا تھا کہ میرے کام کی ہے

تم نے فیاض کے لئے اکثر کام پٹائے ہیں۔

بہت دنوں سے ایسی کوئی غلطی نہیں کی۔۔۔ اور نہ آئندہ کرنے کا ارادہ ہے۔

مجھے سراغ سانی سے بڑی دلچسپی ہے۔ پروین نے کہا یہی وجہ ہے کہ میں اس ملازمت کے پیچھے دوڑتی تھی۔

غالباً یہ دلچسپی جاسوسی ناولوں کی رہین منت ہے۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔

نہیں میں نے اس فن پریکٹیکل کتابیں پڑھیں ہیں۔

اچھا۔ اب میں جاؤں عمران نے اٹھنے کا ارادہ کرتے ہوئے کہا۔

نہیں اب تم جتنی دیر چاہو۔۔۔ بیٹھ سکتے ہو

وقت برباد کرنے سے کیا فائدہ عمران نے مضحکہ آواز میں کہا۔۔۔۔ میں جس کام کے لئے آیا تھا وہ نہ ہو

سکا۔ میں سمجھا تھا کہ تم اپنے مطلب کی ہو لیکن تم بھی شریف نکلی۔

فرض کرو میں شریف نہیں پھر۔۔۔۔

نہیں فرض کروں گا۔۔۔ اتنی دیر فرض کرتے رہنے سے مجھے کیا فائدہ پہنچا ہے

بیٹھو۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ کیا تم مجھے یہ فن سکھا دو گے

کون سا فن

یہی گولیوں سے اس طرح پچنا۔۔۔۔۔ پروین بولی۔۔۔۔ میں نے اس کے متعلق صرف سنا تھا۔

کہاں سنا تھا۔۔۔۔۔ یہ فن عام نہیں ہے

ایک بین الاقوامی مجرم سنگ ہی اس کا ماہر تھا۔

بس یقین کرو کہ سنگ ہی کے بعد عمران ہی رہ جاتا ہے۔۔۔۔ تیسرا کوئی شاید ہی نکلے۔۔۔۔۔ یہ فن میں

نے اسی دو غلے چینی سے سیکھا تھا۔

کب۔۔۔ کہاں

لندن میں۔۔۔ وہاں میری مڑبھیر ایک مشہور قاتل اور ڈاکو مکالارنس سے ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ سنگ ہی ان

دنوں لندن میں مومیوم تھا۔ میں نے سنگ ہی اور مکالارنس کو آپس میں لڑوا کر اپنا الو سیدھا کر لیا۔

کیوں جھک مار رہے ہو۔۔۔۔۔ سنگ ہی وہ آدمی تھا جس نے کرنل فریدی جیسے آدمی کو تھکا مارا تھا۔

میں وہ آدمی ہوں جس نے سنگ ہی جیسی مکار آدمی سے ایسا مشکل فن حاصل کیا تھا ویسی کرنل فریدی سے

بچپلی رات مجھ سے ایک غلطی ہو گئی جتنا بھولیا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

کیا ہوا

آپ نے کہا تھا کہ میں کیپٹن جعفری کو ریگل لاج سے ہٹا لوں۔۔۔ لیکن میں بھول گئی۔

ویسے میرا خیال ہے کہ کیپٹن جعفری کی رپوٹ آپ کے لئے یقیناً کارآمد ہوگی۔

کیا رپوٹ ہے

پروین نے پونے بارہ بجے اپنے فلیٹ کا قفل کھولا تھا۔ وہ تنہا نہیں تھی اس کے ساتھ لمبے قد کا ایک آدمی تھا۔

۔۔۔ جس کی شکل نہیں دیکھی جاسکی۔ پروگلام کے مطابق ایک بجے سارجنٹ ناشاد نے کیپٹن جعفری کی جگہ

لے لی۔ سارجنٹ ناشاد کا بیان ہے کہ تقریباً دو بجے ایک مجہول سا آدمی پروین کے فلیٹ کا دروازہ کھول کر

اندرا داخل ہوا۔ اور ایک گھنٹے بعد جب وہ فلیٹ سے باہر نکلا تو اندو کا کمرہ روشن نظر آ رہا تھا۔

لمبے آدمی کے متعلق کیا رپوٹ ہے جو پروین کے ساتھ آیا تھا عمران نے پوچھا۔

اس نے ساری رات فلیٹ میں گزاری تھی اور ٹھیک پانچ بجے وہاں سے نکلا تھا۔

:ناشاد نے اس کا تعاقب کیا تھا

تعاقب تو کسی کا بھی نہیں کیا گیا۔۔۔ آپ کے احکامات صرف نگرانی کے لئے تھے۔

اپنی عقل بھی استعمال کرنی چاہیے۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ ناشاد سے غلطی ہوئی مگر وہ تنہا تھا وہاں سے دو آدمی نکلے تھے۔

خیر۔۔۔ فی الحال کچھ نہیں وہاں تم یزتم تین آدمی لگاؤ۔۔۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔۔۔ وہ اس لئے آدمی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ جعفری اور ناشاد کی رپوٹ کا یہ

مطلب تھا کہ وہ لمبا آدمی اس وقت بھی فلیٹ میں موجود تھا جب اس نے پروین کو اپنے کرتب دکھائے

بہت زیادہ مرعوب معلوم ہوتی ہو۔

یقیناً کرنل فریدی کی ذہانت کو کون پیچ سکتا ہے۔

ارے جاؤ۔۔۔ ادھر دیکھو میرا نام عمران ہے میرے ہتھے کبھی چڑھے یہ حضرت۔۔۔ تو انہیں آرام کرنے

کے لئے چھ مہینے کی چھٹی لینی پڑے گی۔

کیا تم کرنل فریدی سے زیادہ ہو۔۔۔ پروین نے بڑا سامنہ بنا کر پوچھا

کم یا زیادہ کے متعلق میں نہیں جانتا۔ لیکن کیا مجھے اپنی حماقتوں پر اتنا اعتماد ہے کہ کرنل فریدی کی۔۔۔

ساری ذہانت۔۔۔ دہری رہ جائیے۔۔۔ سنگ ہی کو بھی۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ چغدر ہی سمجھتا ہوں جس نے کرنل

فریدی کو نچا کر رکھ دیا تھا۔

اب مجھے بورنہ کرو۔۔۔ میں جا رہا ہوں۔۔۔ عمران اٹھتا ہوا بولا۔۔۔ لاؤ میرا ریوالور

ریوالور ضبط پروین مسکرائی۔

مصیبت میں پھنس جاؤ گی۔ اس کا لائسنس تمہارے لائسنس سے مختلف ہوگا۔

تمہارے پاس کون سا لائسنس ہے

مگر میں کوئی شریف آدمی نہیں ہوں۔

پروین نے ریوالور اس کی طرف بڑھا دیا اور آہستہ سے بولی۔

ہم وقتاً فوقتاً ملتے رہیں گے۔

اس طرح ملنے ملانے کے لئے میرے پاس وقر نہیں ہوتا۔ عمران نے کہا اور اپنی چادر سمیٹ کر تیز قدموں

سے چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

دوسری صبح عمران نے سب سے پہلے جولیا نافٹرواٹر کو فون کر کے پروین کی کڑی نگرانی کے لئے تاکید کی۔

فون ہی پر کہا تھا کہ ریگل لاج میں موجود ہے۔۔۔۔۔ فیاض کار سے بتر کر اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا کیا بات ہے

بات میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ مجھ سے کہا کہ میں ریگل لاج میں موجود ہوں اور خود اب تشریف لا رہے ہیں۔

میں نے۔۔۔ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ ویسے ابھی ابھی کسی نامعلوم آدمی نے مجھے فون پر کہا تھا کہ پروین اپنے فلیٹ میں قتل کر دی گئی ہے

لیکن مجھ سے کیپٹن فیاض نے کہا تھا کہ میں ریگل لاج میں موجود ہوں۔ پروین قتل کر سی گئی ہے فوراً آؤ تم اس فلیٹ میں گئے تھے فیاض نے اسے گھور کر پوچھا۔

نہیں میں نے جب یہاں پولیس کی گاڑی نہیں دیکھی تو سمجھا کہ شاید کسی نے مزاق کیا ہے۔۔۔۔۔ واپس جا رہا تھا کہ تم آگئے

اچھا تم یہیں ٹھرو۔۔۔۔۔ میں اوپر جا رہا ہوں۔ میری واپسی تک تمہیں یہیں رکننا پڑے گا۔

فیاض نے کچھلی کار والے انسپکٹر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا۔

عمران اپنی کار موڑ ہی چکا تھا۔ جیسے ہی فیاض نظروں سے اوجھل ہوا۔ وہ نکل بھاگا۔ دہسری کار میں بیٹھے ہوئے کانسیبلوں نے ان کی گفتگو سنی تھی ورنہ شاید عمران اتنی آسانی سے گلو خلاصی حاصل نہ کر سکتا۔

وہ اندھا دھند اپنی کار دوڑائے لئے جا رہا تھا۔

اس نے بھاگ نکلنے کا فیصلہ بڑی جلدی میں کیا تھا۔

اسے یقین تھا کہ پروین قتل کر دی گئی ہے۔ اسی لئے وہ بھاگ نکلا۔ وہ جانتا تھا کہ جس نے بھی اسے قتل کیا ہے۔۔۔۔۔ وہ اس سلسلے میں اسے پھنسانا چاہتا ہے۔ ورنہ فیاض کی طرف سے فون کیوں کیا جاتا۔ اور

تھے۔ اور اس کے خلاف اپنی تگ دو کی یہ وجہ قرار دے تھی کہ اس نے اس کے پرس میں پستول دیکھ لیا تھا۔

وہ لمبے آدمی کے متعلق سوچتا رہا۔ جس کی شکل نہ جعفری دیکھ پایا تھا نہ سارجنٹ ناشاد۔۔۔۔۔ مگر وہ آدمی بوڑھی داڑی والا نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ وہی مشتبہ آدمی جس کے ساتھ پروین کو دیکھ کر عمران اس کے پیچھے لگ گیا تھا۔

وہ سوچتا رہا لیکن کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا کہ وہ کیپٹن فیاض ہے۔

پھر گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا

عمران فوراً دیگل لاج پہنچو پروین قتل کر دی گئی۔۔۔۔۔ تمہارا آنا ضروری ہے۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ عمران نے بہت بڑا سامنہ بنایا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اسے قدم قدم پر شکست ہو رہی تھی۔

اس نے بری تیزی سے لباس تبدیل کیا۔ نیچھ آ کر گیراج سے کار نکال اور ریگل لاج کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے بھر وہ عجیب طرح کی الجھن میں مبتلا رہا۔ اس میں اس کی چھٹی حس کو بھی دخل تھا۔ ریگل لاج کے سامنے پہنچ کر اس نے کار روک دی لیکن وہاں اسے کسی غیر فطری بات کا احساس ہوا۔ اور وہ بات اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی کہ ریگل لاج کے قرب وجوار معمول پر تھے۔ کہیں بھی اسے کوئی پولیس مین دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے واپسی کے لئے کار موڑی ہی تھی کہ سامنے سے فیاض کی کار آتی ہوئی دکھائی دی۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے پولیس کار تھی۔

عمران کو اپنی کار روک دینی پڑی۔ اس نے سوچا۔ یقیناً وہ کسی جال میں پھنسنے والا ہے۔ کیونکہ فیاض نے

بیٹھو۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ کیا خبر ہے؟ رحمان صاحب نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
کیا عرض کروں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

کیا بات ہے؟

مقتولہ کے کمرے میں کرسی پر عمران کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں۔ نہ صرف کرسی پر۔۔۔ بلکہ ایک نشن پستول پر بھی ہے۔ اسی پستول پر جس سے وہ قتل کی گئی۔ وہ۔۔۔ پستول پروین ہی کا تھا۔ وہ اس کا لائسنس رکھتی تھی۔ مجھے پہلے سے بھی اس کا علم تھا کہ وہ ایک پستول رکھتی ہے۔ اب آپ فرمائیے کہ میں کیا کروں؟ میں کیا بتاؤں۔۔۔ جو تم مناسب سمجھو۔۔۔ اگر عمران گرفت میں آتا ہے تو میں اس کی سفارش نہیں کروں گا۔

مگر جناب میرے اور اس کے تعلقات۔۔۔ میں کیسے گوارا کروں۔ بہتر ہے کہ آپ میرا تبادلہ کروادیں۔ اس تجویز پر میں تمہیں معطل کر سکتا ہوں۔ رحمان صاحب نے غصیلی آواز میں کہا۔ تم فرض کی ادائیگی سے پیچھے ہٹ رہے ہو۔۔۔ اگر عمران مجرم ہے تو نہ تو رحمان کا بیٹا ہو سکتا ہے اور نہ تمہارا دوست۔۔۔ سمجھے؟ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور رحمان صاحب نے اٹھ کر ریسپور اٹھالیا۔ یہاں کیپٹن فیاض ہے دوسری طرف سے آواز آئی۔

کون عمران تم کہاں سے بول رہے ہو؟

میں اس کی اطلاع ڈائریکٹر جنرل صاحب کو ہرگز نہیں دے سکتا۔۔۔ ریسپور فیاض کو دے دیجئے۔

یہاں فیاض نہیں ہے۔ رحمان صاحب نے غصیلی آواز میں کہا۔

پھر بتلائیے کہ میں کیوں نہ جھوٹ بولوں۔ عمران کے لہجے میں بڑی سعادت مندی تھی۔

شٹ اپ۔۔۔ سنو۔۔۔ بیہودے۔۔۔ رحمان صاحب نے چیخ کر کہا اور ریسپور فیاض کی طرف بڑھا دیا

فیاض کو کسی گنم آدمی سے فون کیوں وصول ہوتا عمران سوچ رہا تھا کہ وہ یقیناً پھنس جائے گا۔ کیونکہ وہاں کی ایک کرسی پر اس کی انگلیوں کے نشانات ملیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ پروین کی پستول پر بھی اس کی ہتھکڑیوں کے نشانات موجود ہوں۔ یقیناً محفوظ ہوں گے۔ کیونکہ انہیں نشانات کی بناء پر کسی نامعلوم آدمی نے اسے پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ پروین کے فلیٹ کے نشانات یقیناً پولیس کو چکرادیے والے ہوں گے۔ کیونکہ گولیوں کے چھ نشانات بھی دیوار پر موجود ہوں گے۔۔۔۔

لیکن اسے پھر پروین کا پستول یاد آ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ہی پستول سے قتل کی گئی ہو اور اس پستول پر خود اس کی ہتھکڑیوں کے نشانات پائے جائیں گے۔

عمران بے تحاشا کار چلا رہا تھا۔ اس وقت اس کی حیثیت بالکل مجرموں کی سی تھکیونکہ وہ حثیت ایکسٹو منظر عام پر نہیں آ سکتا تھا۔

گھر پہنچ کر جلدی سے اس نے وہ فون تار سے الگ کیا جس کے نمبر ڈائریکٹری میں نہیں تھے۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا جس سے اکثر وہ اپنے ماتحتوں سے بات کیا کرتا تھا۔ اس نے بڑی تیزی سے تنہا یں صندوق میں ڈالا جس میں میک اپ کا سامان رہتا تھا۔ وہ صندوق کو بیٹھائے ہوئے نیچے آیا۔

تین یا چار منٹ کے اندر ہی اندر اس کی کار پھر سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ لیکن جلدی ہی سرخ ویرانے کی طرف ہو گیا۔

فیاض ٹھیک سات بجے شام کو عمران کی باپ رحمان صاحب کی کوٹھی میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے۔

نوکرا سے ڈرائیونگ روم میں بٹھا کر اطلاع دینے اندر چلا گیا۔

رحمان صاحب جلد ہی آگئے۔ فیاض نے انہیں دیکھ کر اٹھنا چاہا۔

اچانک رحمان صاحب بولے۔ اسے باتوں میں الجھائے رکھو۔۔۔ میں دوسری فون پر معلوم کرتا ہوں کہ یہ کہاں سے بول رہا ہے۔

رحمان صاحب کمرے سے چلے گئے۔ عمران دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔ ایک لمبا دمى جواصل میں شکار ہے جو اپنا داہنا پیر زمین پر رکھتے وقت بائیں پیر پر زور دیتا ہے۔ اس وجہ سے اس کی چال میں ہلکی سی لڑکھراہٹ محسوس ہوتی ہے۔

وہ کہاں ملے گا؟

تمہارے بڑے بھائی کی سسرال میں۔ عمران جھلا کر بولا۔

پیارے عمران زرا ڈھنگ کی بات کرو۔

ا ہا۔۔۔ بہت پتکلفی سے گفتگو کر رہے ہو۔ کیا والد صاحب قبلہ کمرے سے تشریف لے گئے۔۔۔۔۔ ا ہا یں بھی کتنا احمق ہوں۔ وہ یقیناً تشریف لے گئے ہوں گے۔ آپسچ سے معلوم کریں گے کہ میں کہاں سے بول رہا ہوں۔۔۔ سنو فیاض دارنگ بلکہ سویٹ ہارٹ میں پبلک بوتھ نمبر سے بول رہا ہوں۔ اب چلاشب بخیر والد صاحب سے کہہ دینا کہ ان کی صلاحیتیں مجھ میں منتقل ہونے کے بعد کچھ تگڑی ہو گئی ہیں۔۔۔ ہاں۔۔۔ ٹاٹا۔

ارے سنو تو سہی۔۔۔ وہ۔۔۔ میں۔۔۔ تم۔ فیاض ہکلاتا ہی رہ گیا۔ اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

ٹھیک اسی وقت رحمان صاحب نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ پبلک بوتھ پھر اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ یہ کیا۔۔۔ میں نے تم سے کہا تھا سے روکے رکھنا۔ جناب عالی میں کیا عرض کروں۔

ہیلو۔ فیاض گلا صاف کرتا ہوا بولا۔

فیاض۔ عمران نے دوسری طرف سے کہا۔ یہ قتل تین اور پانچ کے درمیان ہوا ہے اور اس وقت میں اپنے فلیٹ میں بے خبر سو رہا تھا یعنی کہ گدھے بچ کر۔۔۔ ا ج کل گھوڑے تو ملتے نہیں۔

تم کہاں سے بول رہے ہو؟

کل بتاؤں گا۔ لیکن آخر تم فلیٹ میں کسی تیسرے دمى کی موجودگی کے امکانات پر غور کیوں نہیں کرتے؟ میری انگلیوں کے نشانات کو بھول جاؤ۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ پستول پر میری انگلیوں کے نشانات ملے ہوں گے۔ مگر یہ سوچو کہ غیر معمولی حالات میں مجھ سے ایسی غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔۔۔ کیوں؟

مگر تمہاری انگلیوں کے نشانات کیوں؟

میں دو بجے سے تین بجے تک اس کے فلیٹ میں رہا ہوں اور اسے زندہ چھوڑ کر آیا تھا۔

تم وہاں کیوں گئے تھے؟

اسے قتل کرانے۔۔۔ اگر میں وہاں نہ جاتا تو وہ قتل نہ کی جاتی۔

یعنی؟

وہ جن لوگوں کے لیے کام کر رہی تھی انہیں شاید علم ہو گیا ہے کہ میں اس کی اصلیت معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

تم نے اسے نہیں قتل کیا؟ فیاض بولا۔

گھاس کھا گئے ہو تم شاید۔ عمران نے دوسری طرف سے کہا۔ بھلا میں اسے کیوں قتل

کروں گا؟

کرنے سے چال بدل سکتی ہے۔ لہذا چال سے اسے پہچان لینا کوئی اسان کام نہیں تھا۔
اسے اس لمبے ادمی کی فکر تھی جو چلتے وقت داہنا پیر زیادہ زور سے سمین پر رکھتا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے چال
میں ہلکی سی لنگراہٹ کا احساس ہوتا تھا۔ سارجنٹ ناشاد کی رہورٹ کے مطابق ایسا ہی ایک ادمی پروین
کے فلیٹ سے نکلا تھا اور اس ادمی کے متعلق بھی یہی رپورٹ

تھی۔۔۔ جو کرنل زیدی کی جگہ محکمہ خارجہ کے دفتر میں کاکرتار ہا تھا۔۔۔ خود کرنل زیدی کے متعلق عمران
نے ہیڈ کوارٹر سے بہتیر معلومات حاصل کی تھیں۔ کرنل زیدی لمبے قد کا ادمی ضرور تھا لیکن اس کی چال میں
لنگراہٹ نہیں تھی۔ عمران نے سوچا کیوں نہ ریکسٹن اسٹریٹ کے اسیب زدی مکان میں قسمت آزمائی
جائے۔ لیکن پھر اسے تنویر کی بیہوشی کا واقعہ یاد آیا۔ اور اسے یہ خیال ترک کرنا پڑا کہ وہ اب بھی ریکسٹن
اسٹریٹ والے مکان میں ان لوگوں کا کچھ سراغ پاسکے گا۔
پھر وہ کیا کرے؟

یہ ایک مشکل سوال تھا۔ فی الحال کوئی مشتبہ ادمی بھی اس کی نظر میں نہیں تھا۔ ایسے حالات میں منطقی شعور پر
انحصار کرنا فضول ہی تھا۔ لہذا عمران نے نتائج اخذ کرنے کے لیے منطق کو بیکار ہی سمجھا۔۔۔ اور اسی مقصد
کے حصول کے لیے تخیل کا سہارا ڈھونڈنے لگا۔۔۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ اسے
بھی کام نہ چلے گا۔

اس کے اٹھوں ماتحت بھیاس دراز قد ادمی کی تلاش میں تھے مگر ابھی تک انہیں کامیابی نہ ہوئی تھی۔
دراز قد ادمی کے خلاف اب تک دو جرب ثابت ہو چکے تھے ایک تو یہ کہ وہ کرنل زیدی کے روپ میں محکمہ
خارجہ من کام کرتا رہا تھا اور دوسرا یہ کہ رپوین کا قتل وہی تھا۔ یہ بس منطقی گد انہیں تھا بلکہ فنلر پرنٹ کے
ماہرین اس کی تصدیق کر چکے تھے۔ پروین کے فلیٹ کے باقروم کے دروازے پر پائے جانے والے

عرض کیا کرو گے خاک۔۔۔ تم سے اتنا بھی نہ ہوسکا اور اتنی ذمہ دار پوسٹ ہولڈ کرتے ہو۔۔۔ تمہیں شرم
نی چاہیے۔
وہ مجھ سے کہیں زیادہ ذہین ہے۔ فیاض نے مرہ سی اواز میں کہا۔
بیکار ہو اس۔

فیاض کچھ نہ بولا۔۔۔ رحمان صاحب خفا ہوتے رہے۔ کیا تم اس عہدے کے لائق ہو۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ بولتے
کیوں نہیں۔

میں نے روکنے کی کوشش کی تھی باتوں میں الجھایا تھا لیکن بیخیالی میں تھوڑا بہت کلف ہو گیا۔ بس اسی پر وہ کھٹک
گیا کہنے لگا کیا والد صاحب کمرے سے تشریف لے گئے؟ تم بڑی بے تکلفی سے گفتگو کر رہے ہو۔۔۔
ضرور تشریف لے گئے ہوں گے تاکہ آپکے سچے سے معلوم کر سکیں میں کہاں سے بول رہا ہوں۔ پھر اس نے
بتایا کہ وہ پبلک بوتھ نمبر سے بول رہا ہے۔۔۔ اب آپ ہی بتائیے اتنی زرا سی بات پر وہ کھٹک گیا۔
رحمان صاحب لچھ نہیں بولے چند لمحے خاموش رہے۔

پھر انہوں نے کہا، میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ تین دن کے اندر ادرا سے حاضر کرو۔
میں انتہائی کوشش کروں گا جناب۔

تمہیں رو کچھ کہنا ہے؟

جی نہیں فیاض اٹھتا ہوا بولا۔ اب اجازت دیجیئے۔

میک اپ کے باوجود بھی ادمی اپنی آنکھوں کی بناوٹ اور چلنے کے انداز سے پہچنا جاسکتا ہے۔ لہذا عمران
کے آنکھوں کی خاص فکر تھی۔ اس کے لیے اس نے تاریک شیشوں کی عینک استعمال کی تھی۔ رہ گئی
چال۔۔۔ اس کا بدل دینا عمران کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جسم کے کن حصوں کا طاقت صرف

تم واوی بہت ذہین ہو جولیا۔ عمران نے کہا۔

شکریہ لیکن میں اب ان تعریفوں سے خوش نہیں ہوتی۔

کیوں؟

اب مجھے اسی حالت میں خوشی ہوگی جب آپ میرے قریب بیٹھ کر میری ذہانت کی تعریف کریں گے۔

ایسا شاید کبھی نہ ہو سکے۔

اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں خود ہی آپکو ڈھونڈ نکالوں۔

کھلی ہوئی اجازت ہے۔ عمران نے کہا شکر یہ ہمیں کوشش کروں گی۔

ابھی نہیں یہ فرصت کی باتیں ہیں۔ فی الحال ہمیں کام کرنا ہے۔

ساتھ ہی کام بھی ہوتا رہے گا جناب میرا خیال ہے کہ آپ بھی اس لمبے دمی کو دیکھ لیں ممکن ہے ہم سے غلطی ہوئی ہو۔

خوب عمران بھرائی ہوئی آواز میں ہنسا۔ اس طرح تم مجھے ڈھونڈ نکالو گی۔ یعنی جو بھی کرنل نادر کے آفس یا سکی کوٹھی کے گرد منڈلاتا ہوا نظر آجائے۔۔۔ وہ سو فیصدی ایکسٹو ہوگا۔۔۔ کیوں؟۔۔۔ یہی تدبیر سوچی ہے نا تم نے؟

جولیا ہنسنے لگی اور عمران نے کہا۔ کہیں اس بوڑھے کا ایکسٹو نا سمجھ لینا جو اس وقت بھی کرنل نادر کے آفس کے قریب موجود ہے۔

کیا۔۔۔ کوئی ایسا دمی وہاں موجود ہے۔

ہاں۔۔۔ وہ کمبخت بہت چالاک ہے۔۔۔ اتنا چالاک کہ تم سے پہلے ہی اس کبے دمی کے چکر میں پڑ گیا ہے۔

انگلیوں کے نشان اور حکمتہ خارجہ کی چند کرسیوں کے بھتے پر ملے ہوئے چند نشان میں کوئی فرق نہیں تھا۔

عمران نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے جولیا واٹرکوفون کیا اور آج کل وہ اسی طرح اس سے دن بھر کی رپورٹ حاصل کیا کرتا تھا۔ جولیا دوسری طرف سے کہہ رہی تھی ہمیں ایک لمبے دمی کا سراغ مل گیا ہے جو چلتے وقت اپنے پیر پر زور دیتا ہے اور چال میں ہلکی سی لنگراہٹ بھی محسوس ہوتی ہے۔ وہ کرنل نادر کے دفتر میں کام کرتا ہے اور اسی کی کوٹھی کے ایک حصے میں اس کا قیام بھی ہے۔ یہ کرنل نادر ایک ریٹائرڈ فوجی ہے۔ پچھلے پانچ سال سے ایکسپوٹ اور

امپورٹ کرتا ہے۔ ٹیوی اسٹریٹ میں اس کا آفس ہے۔ اور کوٹھی۔۔۔ صفدر روڈ پر ہے۔۔۔ پندرہ صفدر روڈ۔

سب سے پہلے اسے کس نے دیکھا؟ عمران نے پوچھا۔

کیپٹن خاور نے۔

پھر تم نے بھی اسے دیکھا

جی ہاں میں نے بھی خاور ہی کی اطلاع پر اسے دیکھا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ وہ مطلوب دمی سے سو فیصد مشابہہ ہے۔

نادر کے آفس میں وہ کام مرتا ہے؟

ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔۔۔ ویسے اس کے متعلق تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

تنویر سے کیا کام لے رہی ہو؟

کچھ بھی نہیں وہ رام کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ مجرموں کی نظر میں آ گیا ہے۔ لہذا میں نے یہی

مناسب سمجھا کہ اس سلسلے میں اب اس سے کوئی کام نہ لیا جائے۔

تو کیا ہم پوشیدہ طور پر اس کی بھی حفاظت کریں۔ جولیانے کہا۔

ہاں مگر اس طرح کہ اسے علم نہ ہونے پائے۔ وہ بیچارا نادانستہ طور پر ایکسٹو کے لیے بڑی محنت کر رہا ہے۔

عمران نے کہا۔ اچھا اب میں تقریباً دھسے گھٹے بعد تمہیں پھر فون کروں گا۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔ سنو

ایک تدبیر سمجھا رہی ہے۔ اس طرح سارا کام با سنی ہو جائے گا۔۔۔ تم عمران کو دھمکاؤ کہ اس نے

تمہارے ساتھ کام نہ کیا تو تم اسے گرفتار کر دو گے۔۔۔ وہ اس پر مجبور ہا جائے۔۔۔ سمجھیں۔۔۔؟

جی ہاں۔۔۔ سمجھ گئی۔۔۔ لیکن اس کی پہچان کیا ہے؟

سفید اور گھنی داڑھی۔۔۔ انکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک ناک کے نچلے حصے پر گہری سرخی اور خفیف سا

خم۔۔۔ وہ تمہیں کرنل نادر کے افس کے سامنے والے ریسٹوران میں ملے گا۔۔۔ اچھا۔۔۔ بس۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔ اس نے جملہ پورا نہیں کیا تھا کہ عمران دمہ کے مریض کی طرح ہانپتا ہوا بولا

بیٹھا جاؤ۔۔۔ بیٹھ جاؤ۔۔۔ اگر تمہیں دمہ کی بیماری سے نفرت نہ ہو۔

جولیان بیٹھتی ہوئی اس کی رطف جھک کر بولی۔ قطعی نہیں۔ ایسی صورت میں نفرت کی ہی نہیں جاسکتی جب کسی

جوان آدمی کو دمہ ہو۔

لڑکی تم میرے بڑھاپے کا مزاق اڑا رہی ہو۔ تم سے خدا سمجھے اور خدا کرے تم ابھی یونہی ہو جاؤ۔

ہاں میں بوڑھی ہو سکتی ہوں لیکن مجھے دمہ ہرگز نہیں ہوگا۔ میرے پھیپڑوں میں اتنا دم نہیں کہ میں زبردستی

ہانپ سکوں۔

تم شاید پاگل ہو گئی ہو۔ عمران جھلا کر بولا۔ کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟

اچھی طرح اگر میں امتری داڑھی نوچ لوں تو کیسا رہے گا؟

وہ کون ہے؟

عمران۔ عمران اہستہ سے بولا۔

عمران وہاں پہنچ گیا؟ جولیانے حیرت سے کہا۔

ہاں اگر تم چاہو تو اسے پریشان کر سکتی ہو۔ کیونکہ فیاض نے اس کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا ہے۔

جی ہاں میں نے بھی سنا ہے۔۔۔ شاید پروین کے فلیٹ میں اس کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں۔ مجھے

بڑے حیرت ہے کہ یہ ہر معاملے میں ہماری ہی لائن پر دوڑتا ہے۔

لیکن دوڑتا ہی رہ جاتا ہے اور میں فائدہ اٹھا لیتا ہوں۔ اس کا وجود فیاض کے لیے کام دی ہو سکتا ہے۔۔۔

میرے لیے نہیں۔

اچھا میں دیکھوں گی۔

لیکن اس کا خیال رہے کہ عمران کی گرفتاری ہمارے لیے فائدے مند نہیں ثابت ہوگی۔ اسے پولیس کی

دسترس سے دور ہی رہنا چاہیئے۔

مگر عمران پروین کے فلیٹ میں کیسے داخل ہوا تھا اپنے آدمی اسے نہیں دیکھ سکے تھے۔

ا ہا۔ کیا تمہیں وہ مجھول آدمی یاد نہیں جو دروازے کا شیشہ توڑ کر فلیٹ میں داخل ہوا تھا۔

کیا وہ عمران تھا؟۔۔۔ جولیانے ججے میں حیرت تھی۔

ہاں وہ عمران تھا؟

پھر اس کا مطلب ہوا کہ قتل اسی کے ہاتھ رہا ہے۔

خدا جانے۔۔۔ میں ابھی اس کے متعلق نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اسے ضرور یاد رکھو کہ عمران کی گرفتاری سے ہم

نقصان میں بھی رہ سکتے ہیں۔

تمہارے سامنے تو ویسے ہی میرا کام تمام ہو جاتا ہے۔۔۔ میں کام کیا کروں گا۔۔۔ اہا۔۔۔ کیا نام ہے جولیا واٹر۔

بکواس شروع کر دی تم نے۔۔۔ بولو منظور۔۔۔ یا کیپٹن فیاض کو فون کروں؟

کیا قصہ ہے۔۔۔ ا خریہ سیکرٹ سروس والے مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہو رہے ہیں؟ میری بات کا جواب دو۔

خیال برا نہیں ہے۔۔۔ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ا ج کل میں اکیلا بھی بور ہو گیا ہوں چلو منظور ہے۔۔۔ مگر ایک شرط پر۔۔۔

کیا شرط ہے؟

تمہیں میرے کہنے پر عمل کرنا پڑے گا۔ میں کسی کے احکامات کا پابند نہیں ہوں۔

جولیا فوراً ہی کچھ نہ بول پائی۔ کافی غور و فکر کے بعد اس نے کہا۔ چلو منظور۔

ویسے وہ سوچ رہی تھی کہیں بات ایکسٹو کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے۔

میرے کہنے پر عمل کرو گی۔ عمران نے کہا۔

ہاں۔۔۔ کتنی بار کہوں۔

اچھا تو کرو۔۔۔ میرے کہنے پر عمل کرو۔

کیا کروں؟

اپنے گالوں پر زور زور سے تھپڑ مارو۔

ہشت۔۔۔۔

پھر میں تم لوگوں کے ساتھ کام نہیں کر سکتا عمران نے سنجیدگی سے کہا دونوں آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے

تم مردہ نظراؤ۔۔۔ اور میں پھانسی کے تختے پر۔

بوڑھے ڈارلنگ۔ جولیا ہنس کر ولی۔ اسی فٹ پاتھ پر ایک ڈیوٹی کا نشیبل ٹہل رہا ہے۔ کہو تو اسے بھی تمہاری چائے میں شریک کر لوں؟

تم کیا بک رہی ہو لڑکی؟

ہاں۔۔۔ جولیا اسے گھورتی ہوئی بولی۔ تم کیپٹن فیاض کو دھوکا دے سکتے ہو مجھے نہیں؟

ارے باپ رے۔۔۔ عمران اپنے پیٹ پر ہاتھ پھرینے لگا۔

اور جولیا ہنس پڑی۔

پھر اس نے کہا۔ کہو تو بلاؤں ڈیوٹی کا نشیبل کو؟

ہم۔۔۔ ہپ۔۔۔ مجھے سوچنے دو۔

اچھی طرح سوچ لو۔ تمہیں یہاں اپنی موجودگی کی وجہ بھی بتانی پڑے گی۔ اور یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تم پروین کے فلیٹ کا شیشہ توڑ کر کیوں داخل ہوئے تھے؟

ہائیں تم یہ بھی جانتی ہو؟ عمران بوکھلا کر بولا۔ میں تو دفن ہو گیا۔

نہیں۔ ابھی تو صرف دم اکھڑا ہے۔ قفن دفن میرے زمرے ہوگا۔ جولیا مسکرائی

تم تو ا ج اس عورت کی طرح باتیں کر رہی ہو جس نے ہاتھی کی موت پر چیونٹی کو مبارکباد دی تھی۔

اس لمبا دمی کا نام کیا ہے جو کرنل نادر کے دفتر میں کام کرتا ہے؟

بولیئے۔ عمران چیخا۔ ایک گلاس پانی۔۔۔ ٹھنڈا اٹھار۔۔۔ اور پھر وہ بری طرح کھانسنے لگا۔

اس سے کام نہیں چلے گا۔ جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔ تمہاری بچت اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہمارے ساتھ

مل کر کام کرو۔

میں اس کے دفتر میں کام نہیں کروں گی وہ اچھا آدمی نہیں ہے
 اچھا تو جہاں تمہارا دل چاہے مری رہو.... میری چھت کے نیچے واپس نہ آنا.... سمجھیں؟ میں بڑھاپے
 میں بھی اپنا پیٹ پالنے کے ل محنت کر سکتا ہوں.... میری نظروں سے دور ہو جاؤ
 ڈیڈی.... تم پاگل ہوگے ہو.... یہاں اس طرح مجمع عام میں تو حسین کر رہے ہو اب میں تم پر تھوکنے بھی نہ
 آؤں گی جولیا اٹھنے لگی
 لیکن اس آدمی نے آگے بڑھ کر کہا
 محترمہ زرا سن تو سہی.... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ کرنل نادر برے آدمی ہیں؟
 پھر تم نے دخل دیا عمران جھلا ہوا لہجے میں بولا
 مجبوراً دخل دینا پڑا کیونکہ میں ایک اچھے آدمی کے متعلق کسی کی بری رائے نہیں برداشت کر سکتا
 ارے تو تم ٹھیکیدار ہو سارے زمانے کے؟ عمران نے میز پر ہاتھ مار کر کہا
 کمرے کے سارے ہی لوگ ان کی طرف متوجہ تھے
 نہیں.... کرنل نادر سے میرا تعلق ہے.... اس ل میں ان کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا
 کیا تعلق ہے؟
 میں ان کی فرم کا اسٹنٹ مینجر ہوں
 اوہو عمران یکنخت کھڑا ہو کر اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا معاف کیج گا جناب کرنل نادر کے ل میں ذاتی
 طور پر کوئی برا خیال نہیں رکھتا.... یہ ابھی بچی ہے.... نا سمجھ ہے.... کسی نے کہہ دیا ہوگا کہ کرنل نادر
 برے آدمی ہیں آپ تشریف رکھنا.... جی ہاں.... اسی کرسی پر.... مجھے افسوس ہے جناب اپنے
 رویے پر.... مجھے معلوم ہوا تھا کہ کرنل نادر کے دفتر میں ایک ٹائپسٹ کی جگہ خالی ہے اے جولی.... بیٹھ

تھے عمران نے دوبارہ کہا میرے کہنے پر عمل کرو
 بے تکلف مذاق مجھے پسند نہیں ہیں
 تم نہیں مارو گی تو میں ہی رسید کر دوں گا
 شٹ اپ
 لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران اس کے گال پر ایک تھپڑ رسید کر کے چیخا تجھے کرنل نادر کے دفتر میں
 ملازمت کرنی ہی پڑے گی
 جولیا ہکا بکا رہ گئی اس کا ہاتھ چوٹ کھا ہوگا لہجہ اور آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں
 عمران پھر گر جا تجھے کرنل نادر کے دفتر میں نوکری کرنی ہی پڑے گی
 یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ ایک آدمی قریب ہی کی میز سے اٹھتا ہوا بولا
 عمران کسی چڑچڑے بوڑھے کی طرح اس پر الٹ پڑا تم سے مطلب؟ میں نے اپنی لڑکی کو تھپڑ مارا ہے تم
 کون ہوتے ہو دخل دینے والے؟
 جولیا خاموش بیٹھی رہی
 مگر جناب یہ ظلم ہے.... ناشائستگی ہے اس نے عمران سے کہا
 یہ ناشائستگی تم سے نہیں سرزد ہوئی.... اپنا کام کرو.... عمران ہاتھ جھٹک کر بولا پھر جولیا سے کہا اٹھو....
 ابھی چلو.... ورنہ میں تم کو یہی فن کر دوں گا
 اب سارا معاملہ جولیا کی سمجھ میں آ گیا لیکن یہ طریقہ بڑا اداہیات تھا وہ دل ہی دل میں عمران کو گالیاں
 دیتی رہی
 تم نے نہیں سنا؟ عمران دانت پیس کر بولا

اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ اور کچڑ سے بھری ہوئی تھیں
 ڈیڈی پلینز.... جولیانے ناک سکڑ کر کہا.... خدا کے ل عینک لگائیے
 عمران نے پھر آنکھوں پر عینک جمالی
 جولیا کا دل اس وقت بری طرح دھڑکنے لگا تھا جب دراز قد آدمی نے عینک پر اعتراض کیا تھا مگر عمران کی
 چالاکی پر وہ عیش عیش کرنے لگی دراز قد آدمی اسے انتہائی درجہ خطرناک معلوم ہو رہا تھا
 واپسی پر جولیا عمران پر بری طرح برس پڑی میں اس تھپڑ کا بدلہ لے لوں گی.... سمجھے
 کبھی اطمینان سے لے لینا.... اب تو میں مستقل طور پر تمہارے ساتھ رہوں گا
 کیا مطلب؟
 تمہارا باپ بن کر رہوں گا ویسے تم کچھ بھی سمجھو
 میں تمہیں اپنے فلیٹ میں نہیں رکھوں گی
 میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا کہ اب تم اپنے رہائشی فلیٹ میں جاؤ.... آھا ٹھہرو.... وہاں تم نے
 اپنا پتہ تو نہیں بتایا؟
 نہیں پتہ مجھے کل حاضری کے رجسٹر میں لکھنا پڑے گا
 کرنل نادر موجود تھا؟
 ہاں اسی نے اسپید کا امتحان بھی لیا تھا.... مگر وہ سچ مچ خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے
 عورتوں کے ل عمران نے پوچھا
 تم بالکل گدھے ہو جولیانے کہا اور اس وقت ایک حماقت کر بیٹھے ہو عورتوں کے معاملے میں وہ اس قدر
 بدنام ہے کہ کوئی عورت اس کے آفس کا رخ بھی نہیں کرتی.... کیا اسے یا اس کے آدمیوں کو اس پر شبہ نہ

جاؤ.... میں تمہیں حکم دیتا ہوں
 جولیا اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبھا ہویا بیٹھ گئی وہ اس وقت کافی حسین معلوم ہو رہی تھی
 عمران کافی دیر تک بکواس کرتا رہا
 اس آدمی نے کہا کہ فی الحال دفتر میں کوئی جگہ خالی نہیں ہے لیکن وہ جولیا کیلئے جگہ پیدا کرنے کی کوشش
 کرے گا
 پھر وہ عمران کو وہیں بیٹھ رہنے کی تاکید کر کے جولیا کو اپنے ساتھ دفتر لے گیا جولیا کی واپسی آدھے گھنٹے
 بعد ہوئی.... مگر وہ تنہا نہیں تھی.... اس کے ساتھ نہ صرف وہ اسٹنٹ منیجر تھا بلکہ ایک دراز قد آدمی اور بھی
 تھا جس کے چلنے کا انداز دیکھ کر عمران نے ایک طویل سانس لی
 مبارک ہو جناب اسٹنٹ منیجر نے عمران سے کہا یہ کل سے کام پر آئیں گی
 شکریہ بہت بہت شکریہ اس نے گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہو کہا.... اس کی آواز رقت آمیز ہو گئی تھی....
 میں عمر بھر آپ کا احسان یاد رکھوں گا
 ساتھ ہی عمران نے یہ بھی محسوس کیا کہ دراز قد آدمی اسے مسلسل گھور رہا ہے
 کیوں جناب کیا آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہے؟ دراز قد آدمی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا.... آج تو
 دھوپ بھی نہیں ہے.... لیکن آپ سیاہ عینک میں نظر آ رہے ہیں
 سیاہ عینک عمران مسکرا کر بولا میں ہمیشہ تاریک شیشوں کی عینک استعمال کرتا ہوں حتی کہ رات کو بھی آپ
 مجھے اس عینک کے بغیر نہیں دیکھیں گے.... دراصل میری آنکھیں بڑی نفرت انگیز ہیں اگر آپ دیکھیں
 تو یقیناً گھن آ گی
 عمران نے عینک اتار دی

ہوگا غالباً وہ لمبا آدمی اسی ل ریسٹوران میں آیا تھا کہ تمہیں بھی دیکھ لے
 جولیا.... او.... بیٹی جولیا.... میں نے آج تک عقل مندی کا کوئی کام بھی نہیں کیا.... اسی ل کہہ رہا ہوں
 کہ اب تم اپنے رہائشی فلیٹ میں نہیں جاسکتیں
 کیا ہے تمہارے ذہن میں؟ صاف صاف کہو
 یہ لوگ ہمارے متعلق انکوائری ضرور کریں گے اور میرا دعویٰ ہے کہ اسی وقت سے ہمارا تعاقب شروع ہو گیا
 ہوگا لہذا ہمیں اسی مکان میں قیام کرنا چاہیے جہاں تم آٹھوں اکثر اکٹھے ہوتے ہو اور ویسے وہ بند پڑا رہتا
 ہے
 تم کیا جانو جولیا نے حیرت سے کہا
 گدھا سب کچھ جانتا ہے مگر عمو ماخاموش رہتا ہے ویسے جب کبھی رینکنا شروع کرتا ہے تو لوگوں کی
 نیندیں حرام ہو جاتی ہیں.... خیر.... پرواہ نہیں اس مکان کی ایک ایک کنجی آٹھوں کے پاس رہتی ہے
 تمہاری کنجی بھی اس وقت تمہارے پرس میں موجود ہوگی
 مجھے حیرت ہے کہ تم یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو؟
 میرا نام عمران ہے.... کیپٹن فیاض نہیں
 تم اسی لمبے آدمی کے چکر میں تھے؟
 ہاں....
 تو پھر اسے گرفتار کیوں نہیں کر دیتے.... مجھے نادر کے دفتر میں ٹائپسٹ کیوں بنارہے ہو؟
 ارے.... اس کے خلاف ثبوت بھی تو مہیا کرنے ہوں گے
 ثبوت پہلے ہی سے موجود ہے.... پروین کے فلیٹ میں کچھ ایسے نشانات بھی ملے تھے جو نہ پروین کی
 اور قیامت کے دن روسیہ اٹھوگی

کیا سچ کوئی ہمارا تعاقب کر رہا تھا؟
 پتہ نہیں کس گدھے نے تمہیں اس محکمے کے لئے منتخب کیا ہے
 شٹ اپ جولیا جھنجھلا گئی، اگر کوئی آدمی تعاقب کرتا بھی رہا ہے تو اس کے ذمہ دار تم ہو تمہیں اس طرح
 مجھے کرنل نادر کے دفتر میں بھیجنا ہی نہ چاہئے تھا
 ہا ہا.... یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتی مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ہی اسے اپنے تعاقب پر مجبور کیا
 ہے

اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو سکتی ہے
 چلو فی الحال اسے حماقت ہی سمجھ لو جو میں کہوں وہ کرتی جاؤ تم اس کا وعدہ کر چکی ہو ورنہ مجھے کسی بھی مدد کی
 ضرورت نہیں تھی سمجھیں؟

جب تک تم مجھے پوری اسکیم سے باخبر نہ کرو گے میں کچھ نہیں کروں گی
 اگر میں راستے سے ہٹ جاؤں تو تم اس گھر سے باہر قدم نکالنے کی بھی ہمت نہ کر سکو گی
 جولیا کسی سوچ میں پڑ گئی پھر وہ کھڑکی کے قریب گئی اور جھانک کر باہر دیکھا گلی کے موڑ پر ایک آدمی کچھ
 اس انداز سے کھڑا نظر آیا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو
 عمران نے ایک کرسی پر گر کر اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں
 جولیا فون کی طرف واپس آئی لیکن پھر ڈائیل کرتے کرتے رک گئی دو منٹ خاموش کھڑی رہی اور پھر
 کھڑکی کی طرف آ کر ایک بار پھر باہر جھانکنے لگی
 وہ آدمی اب گلی کے اندر داخل ہو کر سامنے والے مکانات کی لائٹن کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ان کے
 نمبروں سے کسی مخصوص مکان کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہو

تم خود اٹھو گے روسیہ
 میرے والد صاحب ڈاڑھی نہیں رکھتے اس ل میں محفوظ ہوں
 تو تم اب میرے ساتھ کہاں جا رہے ہو جولیا جھلا گئی
 وہیں جہاں کے ل پہلے کہہ چکا ہوں اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ تمہیں گوردا سپور اور مجھے ٹنڈوالہ یار
 پہنچا دے گا
 بکو اس نہ کرو.... تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے

جب ایک بیٹی باپ سے اس طرح گفتگو کرے تو سمجھ لو کہ کوئی آسمانی قہر نزدیک ہے کنفیوشس نے یہی
 کہا تھا.... اگر کنفیوشس نہ کہتا تب بھی کم از کم بیٹی یہ تو ضرور محسوس کرتی کہ ایک آدمی تعاقب کر رہا ہے
 پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں عمران نے سنجیدگی سے کہا بس چپ چاپ چلتی رہو اور آگے بس
 اسٹینڈ پر رک کر ہم کسی بس میں بیٹھ جائیں گے خبردار اس کے خلاف نہ ہو ورنہ نتیجہ کی تم ذمہ دار ہو گی
 جولیا کو عمران کا یہ لہجہ بڑا ڈراؤنا معلوم ہوا وہ چپ چاپ چلتی رہی اور کبھی کبھی وہ عمران سے سچ مچ خوف
 محسوس کرنے لگتی تھی

وہ ایک بس میں بیٹھ کر اس سڑک پر آ جس کی گلی میں وہ مکان واقع تھا.... گلی صاف ستھری اور کشادہ تھی
 اور یہاں زیادہ تر متوسط طبقہ کے لوگ آباد تھے
 جولیا نے پرس سے کنجی نکال کر قفل کھولا اور وہ دونوں اندر آ
 آھا عمران نے کہا.... یہاں فون بھی موجود ہے.... تب تو پھر کام بن گیا
 کیا کام بن گیا؟

اب تم اپنے ساتھیوں میں سے دو چلاک ترین آدمی منتخب کرو جو یہاں آ کر اس آدمی کی نگرانی کریں

سڑک پر کچھ دور پیدل چلنے کے بعد جولیا ایک بس میں بیٹھ گئی اور عمران دوسری سڑک پر مڑ گیا ویسے جولیا مضطرب ضرورتھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے

پچھلی رات اس نے ایک بار ایکس ٹوکوفون کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا بلکہ یہ بھی نہ معلوم ہوسکا کہ لائن انگیج ہے یا کلیمبر کسی قسم کی آواز نہیں معلوم ہوئی صرف ہوا کی سائیں سائیں سنتی رہی تھی جو ماؤتھ پیس کے سوراخوں سے گھس کر کان تک پہنچ رہی تھی

اس نے اس کا تذکرہ عمران سے بھی کیا تھا اور عمران نے اس پر کہا تھا کہ ہوسکتا ہے نگرانی کرنے والوں نے تار کاٹ دیئے ہو لیکن جولیا کٹے ہوئے تار دیکھنے کے ل باہر نہیں نکلی تھی

دفتر پہنچ کر اس نے حاضری کے رجسٹر میں اپنا نام جولیا ہیو رتھ لکھا عمران نے اسے یہی نام بتایا تھا کیونکہ وہ خود ڈکسٹر ہیو رتھ تھا جولیا نے پچھلی رات ڈکسٹر کو ڈسٹر بنا کر عمران کا خوب مذاق اڑایا تھا اسٹنٹ مینجر نے اسے کچھ فائل دیئے جن میں اسے تقریباً نصف درجن نقلیں تیار کرنی تھیں کام بہت معمولی سا تھا جو ایک گھنٹے کے بعد ختم ہو گیا اس نے اسٹنٹ مینجر سے مزید کام کے ل کہا

اوہ مس ہیو رتھ بس اب فی الحال آپ کو بیکار بیٹھنا پڑے گا مینجر مسکرایا وہ تو میں نے ذبردستی آپ کے ل جگہ خالی کرائی ہے محض اس ل کہ آپ کرنل نادر کو قریب سے دیکھ سکیں میں اتنے اچھے آدمی کے متعلق کسی کی بھی بری را برداشت نہیں کر سکتا یہ ضرور ہے کہ ہمارے یہاں کبھی کوئی لڑکی مستقل طور پر نہیں رکتی لیکن اس کی وجہ وہ نہیں ہے جو عام طور پر بیان کی جاتی ہے بلکہ لڑکیاں اکتا جاتی ہیں یہاں کے شریف آدمی ان سے فلرٹ نہیں کرتے انہیں یہاں روکھی پھکی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے یہاں صرف تنخواہ سے کام ہوتا ہے کوئی فلرٹ کرنے والا ان کے ل تھے نہیں خریدتا کرنل نادر ایک با اصول آدمی ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اگر ان کے آفس میں کوئی لڑکی کام کرتی ہے تو اسے لڑکی نہ سمجھا جا

جولیا بڑی تیزی سے فون کی طرف پلٹی اور کیپٹن خاور کے نمبر ڈائل کرنے لگی

کیپٹن خاور سے اس نے وہ سب کچھ کہا جو کچھ دیر پہلے عمران کہہ چکا تھا لیکن اسے یہ نہیں بتایا کہ مکان میں اس کے ساتھ اور کون ہے خاور نے جواب میں کہا کہ وہ اور کیپٹن جعفری جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے جیسے ہی وہ ریسپورڈ کر مڑی عمران اس کی طرف چیونگم کا پیکٹ بڑھاتے ہو بولا ہوسکتا ہے کہ ہمیں رات کے کھانے کی بجائے چیونگم پر ہی قناعت کرنی پڑے

جولیا کچھ نہیں بولی وہ غور سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ اس نے آہستہ سے کہا کیا بتاؤں یہاں تو گراموفون بھی نہیں ہے ورنہ رمبا یا والٹنا چتا ویسے اپنی طرف ایک ہوتا ہے تنگی کا ناچ جس میں نہ آرکسٹرا کی ضرورت ہے اور نہ رقص کرنے کے لباس کی ہم کچھ نہیں فی الحال میں صبر کرنا چاہتا ہوں

اگر رات یہیں بسر کرنی پڑی تو؟

بسر کر لیں گے عمران نے لا پرواہی سے کہا

تمہارے سر پر بسر کر لیں گے یہاں بستر نہیں ہیں

فرض کر لیں گے کہ ہم اپنی قبروں میں آرام کر رہے ہیں

یعنی زمین پر لیٹیں گے؟ بستر کے بغیر؟

میرا دماغ مت چاٹو ورنہ تمہیں قتل کر کے فرار ہو جاؤں گا ہاں میرا غصہ بڑا خراب ہے

جولیا بڑا تھی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی

دوسری صبح جولیا کو کرنل نادر کے دفتر جانا پڑا وہ اور عمران ساتھ ہی ساتھ باہر نکلے لیکن قریب و دور انہیں کوئی بھی ایسا آدمی نہیں دکھائی دیا جس کے متعلق شبہ کیا جاسکتا کہ وہ ان کی نگرانی کر رہا ہے

پیش آ گا

نہیں کوئی بات نہیں کرنل نادر نے اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسا کر کار کی طرف لے جاتے ہو کہا
اس دوسری بے تکلفی پر جولیا بالکل ہی نروس ہو گئی کرنل نادر کی شخصیت میں نہ جانے کون سی قوت تھی جس
کے تحت جولیا جیسی دلیر عورتوں کی زبانیں بھی گنگ ہو جاتی تھیں

جولیا چپ چاپ اگلی سیٹ پر جا بیٹھی اسے ہوش ہی نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے کہاں جا رہی ہے اور اس
کے ساتھ کون ہے

تقریباً پندرہ منٹ تک یہی کیفیت رہی پھر اسے احساس ہوا کہ وہ ایک بڑی حماقت کر بیٹھی ہے اسے اپنی
کمزوری پر غصہ آ رہا تھا

قبل اس کے وہ کچھ کہتی کرنل بولا.... کیا بات ہے؟

کچھ نہیں مگر.... میں ادھر.... میرا مکان زیدی لین میں ہے.... زیرو روڈ پر....

ا وہو تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا میں سمجھا شاید صبح جا رہا ہوں خیر کوئی بات نہیں ہم آگے سے مڑ جائیں گے
اس وقت وہ ماڈل ٹاؤن میں تھے.... اسے شہر کا آباد اور غیر آباد حصہ کہا جاسکتا تھا آباد کے ساتھ ہی غیر
آبادیوں کہا جاسکتا تھا کہ عمارتیں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں اور یہاں بڑے بڑے لوگ آباد
تھے اس لیے یہاں دن کو بھی الو بولتے تھے جولیا اس کے کارموڑنے کی منتظر رہی لیکن کار ماڈل ٹاؤن
سے بھی گزر گئی.... اور اب وہ ایک ویرانے میں جا رہی تھی

اچانک جولیا کو اپنا پرس یاد آیا جو اس کی گود میں نہیں تھا

کیا تمہیں اپنے پرس کی تلاش ہے؟ کرنل نادر نے پوچھا

ہاں جولیا کے حلق سے بھرائی ہوئی سی آواز نکلی

جنس مقابل کی حیثیت سے اس کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہ کیا جا جس کی بناء پر آفس کے اوقات میں اسے
اپنی جنس کا احساس ہو سکے

اتنی لمبی چوڑی تقریر کے جواب میں جولیا نے صرف اتنا کہا مجھے اپنی غلط فہمی پر افسوس ہے
اسٹنٹ منیجر پھر شروع ہو گیا

کرنل نادر اپنے آدمیوں سے برابری کا برتاؤ کرتے ہیں وہ اکثر کلرکوں کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر ان کے
گھروں تک پہنچا آتے ہیں ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں پچھلے چھ ماہ سے ایک کلرک کی بیوی
دق میں مبتلا ہے کرنل نادر اپنی جیب سے اس کا علاج کر رہے ہیں کہاں ملے گا ایسا باس اس زمانے
میں.... اور میں کیا کیا بتاؤں مس ہیو رتھ.... کہ کرنل نادر ایک عظیم آدمی ہیں

جولیا سب کچھ تسلیم کرتی گئی لیکن کسی مرد کے متعلق عورتوں کی چھٹی حس فوراً اعلان کر دیتی ہے کہ وہ کس قسم
کا آدمی ہے

جولیا نے پہلی ہی نظر میں کرنل نادر کے بارے میں کوئی اچھی رائے قائم نہیں کی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی
محسوس کیا تھا کہ اس کی شخصیت میں اپنی بات منوانے کی صلاحیت بھی بدرجہ اتم موجود ہے

آفس ختم ہونے پر ساڑھے چار بجے وہ باہر نکلی کرنل نادر اپنی کار کی طرف جا رہا تھا.... جولیا کو دیکھ کر
رک گیا

گھر جا رہی ہو؟ اس نے بڑی شفقت سے پوچھا

جی ہاں....

چلو میں اپنی گاڑی میں پہنچا دوں

ارے نہیں.... آپ کو تکلیف ہوگی جولیا گھبرا گئی اسے تو قیاس نہیں تھا کہ پہلے ہی دن وہ اتنی بے تکلفی سے

دوسرے مددگار کی بجائے دراز قد آدمی موجود تھا جس کے ل اسے کرنل نادر کے دفتر میں ملازمت کرنی پڑی تھی

وہ نیچے اترا اور کرنل نادر کی کار کا دروازہ کھول کر بڑی بیدردی سے جولیا کو نیچے کھینچ لیا

ادھر لے چلو.... جھاڑیوں میں کرنل نادر ایک طرف ہاتھ اٹھا کر بولا، اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ تھی

جولیا چیخ چیخ کر انہیں گالیاں دینے لگی دفعتاً دراز قد آدمی نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ لی اور دانت پس کر بولا، گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا پھر اس نے نیچے جھک کر اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا جولیا دونوں ہاتھوں سے اس کے سر کے بال نوچتی رہی منہ پر تھپڑ لگاتی رہی لیکن وہ اسے اسی طرح اٹھا چلتا رہا پھر ایک جگہ کرنل نادر کے کہنے پر اسے زمین پر پٹخ دیا جولیا کو سخت چوٹ آئی اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ لوگ زرہ برابر بھی رحم نہ کریں گے وہ خاموش ہو گئی اور زمین سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک بڑے سے چاقو کی نوک اس کے سینے سے آگئی، جس کا دستہ کرنل نادر کے ہاتھ میں تھا کرنل نادر دراز قد آدمی سے کہہ رہا تھا تم دونوں گاڑیاں ادھر ہی لے آؤ ان کا سڑک پر ہونا ٹھیک نہیں ہے

دراز قد آدمی سر ہلاتا ہوا چلا گیا

اب بتاؤ کہ تم حقیقتاً کون ہو؟ کرنل نادر نے جولیا سے کہا میں بہت سفاک آدمی ہوں اور تمہیں سچ بولنے پر مجبور کرنے کیلئے سب کچھ کر گزروں گا

جولیا کچھ نہ بولی لیکن پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی خاموشی چاقو کی نوک گوشت ہی میں اتار دے گی میں ایک.... ایک.... غریب لڑکی ہوں اس نے دردناک آواز بنانے کی کوشش کی

وہ میری رانوں کے نیچے ہے تمہارے ہاتھ میں وہ پرس اچھا نہیں لگے گا جس میں اعشاریہ دو پانچ کا کوئی پستول بھی موجود ہو

تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟

میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کتنا برا آدمی ہوں اور تم نے میرے متعلق یہی خیال ظاہر کیا تھا.... کیوں؟.... نہیں.... چپ چاپ بیٹھی رہو.... کار کی رفتار بہت تیز ہے.... تم اتر نہیں سکتیں اور نہ مجھ پر حملہ کر سکتی ہو.... کیونکہ اس صورت میں ممکن ہے میرا ہاتھ بہک جا اور ہم دونوں کسی درخت سے ٹکرا کر فنا ہو جائیں جولیا پر ایک بار پھر بدحواسی طاری ہو گئی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا، دور ایک سیاہ سی وین آتی دکھائی دے رہی تھی

جولیا نے شدید ذہنی بیجان کے باوجود بھی یہی سوچا کہ اس میں عمران کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا کرنل نادر کی نظر ونڈ شیلڈ پر تھی

تقریباً دس منٹ بعد اس نے کار روکی.... جولیا نے دروازہ کھول کر اترنا چاہا.... لیکن کرنل نادر نے اس کا بازو پکڑ لیا اور جولیا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا بازو ٹوٹ ہی جا گا اسے یقین تھا کہ پیچھے آنے والی وین میں اس کا کوئی نہ کوئی مددگار ضرور ہے اس لئے اس نے اپنی آواز میں خود اعتمادی پیدا کرتے ہوئے کہا

میرا بازو چھوڑو میں تم سے زرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں

جواب میں کرنل نادر نے ایک زہریلا سا حقیقہ لگا کر کہا اترو

نہیں اتروں گی

تمہاری مرضی.... کرنل نے لا پرواہی سے اپنے شانوں کو جنبش دی اور سیٹ ہی پر بیٹھا رہا.... اتنے میں وہ وین بھی قریب آگئی سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی وین تھی لیکن اسٹیرنگ کے پیچھے عمران یا جولیا کے کسی

وہ جولیا کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران نے جھاڑیوں سے سر نکال کر کہا ذرا خیال رہے اس کی ہڈیاں ٹوٹنے نہ پائیں میں اس کا ڈھانچا اپنے ڈرائنگ روم میں رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں

عمران جھاڑیوں سے نکل آیا اس کے دونوں ہاتھوں میں پستول تھے اور ان کے رخ ان دونوں کی طرف تھے اس وقت عمران اپنی صبح شکل و صورت میں تھا جولیا اسے دیکھتے ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی

اپنے ہاتھ اوپر اٹھا رکھو عمران نے سخت لہجے میں کہا اور آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھنے لگا

اچانک لمبے آدمی نے کسی بندر کی طرح عمران پر چھلانگ لگائی لیکن دوسرے ہی لمحے میں اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر ڈھیر ہو گیا کیونکہ پستول کی نال سے پانی کی دھاریں نکل کر اس کے چہرے پر پڑی تھیں یہی برتاؤ اس نے کرنل نادر کے ساتھ بھی کیا دونوں اپنے چہروں پر ہاتھ رکھے بری طرح دھاڑ

رہے تھے عمران نے لمبے آدمی کی کمر پر ایک زوردار لات رسید کی اور وہ پھر منہ کے بل زمین پر گرا

ارے دیکھتی کیا ہو، شروع ہو جاؤ عمران نے جولیا سے کہا لیکن اس نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی عمران نے کرنل نادر کے بھی لات رسید کی اور وہ بھی اسے گالیاں دیتا ہوا منہ کے بل جا گرا زرا ہی سی دیر میں وہ دونوں بھوت بن گئے ان کے چہروں پر مٹی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا آنکھیں بند تھیں اور وہ درد سے چیخ رہے تھے اندھوں کی طرح چیخ چیخ کر ہوا سے لڑ رہے تھے ایک بار دراز قد آدمی ان کی آواز پر اس کی طرف مگتا تان کر دوڑا اور عمران نے کرنل نادر کو اس پر دھکیل دیا دراز قد آدمی کا اٹھا ہوا ہاتھ پوری قوت سے کرنل نادر کی ناک پر پڑا اور کرنل نادر نے دھاڑ کر اس کی گردن پکڑ لی

میں ہوں نادر.... میں ہوں.... دراز قد آدمی چیخا اور جولیا بے ساختہ ہنس پڑی

عمران نے بھی احمقوں کی طرح ہنسنا شروع کر دیا

پھر ایک طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا عمران انہیں آوازیں دیتا اور وہ آواز پر جھپٹتے تو عمران آگے بڑھ کر

غریب لڑکیاں اپنے پرس میں ریوا لور نہیں ل پھرتیں

جولیا پھر خاموش ہو گئی ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا اونچے درختوں پر نمناک سی نارنجی رنگ کی دھوپ کپکپا رہی تھی

بولو نادر نے کہا اور چاقو کی نوک پر دباؤ بڑھ گیا

جو کچھ بتانا تھا، بتا چکی.... اب تم جو کچھ کہو کہہ دوں پتہ نہیں تم کیا چاہتے ہو جولیا نے دل مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہو کہا

اتنے میں دراز قد آدمی کرنل نادر کی کاروہاں لے آیا اور اسے چھوڑ کر دوبارہ سڑک کی طرف چلا گیا سڑک اور اس جگہ کے درمیان اونچی نیچی جھاڑیاں حائل تھیں کار کو لانے کیلئے اسے ایک نالے میں اترنا پڑا تھا اچھا کرنل نادر نے چاقو کی نوک اس کے سینے سے ہٹاتے ہو کہا وہی تم سے سمجھے گا میں اس سے زیادہ سفاک نہیں ہوں.... تم بہت خوبصورت ہو اور مجھے تم پر رحم آتا ہے وہ پہلے تمہارے دونوں کان کاٹے گا پھر ناک پھر انگلیاں.... حتیٰ کہ تم بتاؤ گی یا مرجاؤ گی جس وین میں وہ آیا ہے اس میں زمین کھودنے کا سامان بھی موجود ہے پھر تم خود سمجھ سکتی ہو کہ تمہاری لاش بھی کسی کونہ ملے گی جولیا کانپ گئی وہ زمین پر پڑی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی وہ خود میں اتنی طاقت بھی محسوس نہیں کر رہی تھی کہ زمین سے اٹھ سکتی

دراز قد آدمی وین بھی وہیں لے آیا اس بار اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی جولیا کی روح فنا ہو گئی وہ پہلے سے بھی زیادہ بھیانک نظر آ رہا تھا

اسے سنبھالو کرنل نادر نے کہا

میں دیکھتا ہوں اس نے سرد لہجے میں کہا، عورتوں کے معاملہ میں تم بزدلی کی حد تک کمزور ہو

حلق تک رومال ٹھونس دیئے تھے دراز قد آدمی کی وین وہی جنگل میں چھوڑ دی گئی تھی یہ ایک بڑا المبا چکر تھا عمران کہہ رہا تھا یہ لوگ ایک جنگ باز ملک کے ایجنٹ ہیں عرصہ سے ان کی خفیہ سرگرمیاں یہاں جاری تھیں انہوں نے سنگبار کی بعض پہاڑیوں میں اپنے خفیہ تہ خانے بنا رکھے تھے وہاں ان کے قیدی رکھے جاتے تھے اور یہ قیدی اہم ترین سرکاری آفیسرز ہوتے تھے وہ ان سے سرکاری راز حاصل کرنے کے ل انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور بعض اوقات ان کے آدمی ان کا مشہدہ آفیسروں کے عہدے تک سنبھال لیتے اب اپنے محکمے کے کرنل زیدی جی کی مثال لے لو کیا تمہیں ان سب باتوں کا علم ہے جولیانے حیرت سے کہا

ہاں مجھے ان کا علم ہے اور ساتھ ہی اس بات پر افسوس بھی ہے کہ یہاں اس شہر میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے جس کی صلاحیتوں کو میں نہیں پہنچ سکتا معلوم نہیں وہ کون ہے اور کہاں ہے لیکن وہ بڑے خطرناک لمحات میں میری مدد کرتا ہے اس سے ہمیشہ فون جی پر گفتگو ہوتی ہے اسی نے مجھے بتایا تھا کہ تم کرنل نادر کے آفس کے سامنے ملو گی.... اسی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہیں کرنل نادر کے آفس میں کام کرنے پر مجبور کروں.... کیا تم مجھے بتا سکو گی کہ وہ کون ہے یا تم آٹھوں کے درمیان کوئی نواں آدمی بھی موجود ہے نہیں جولیانے حیرت سے کہا میں تو ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتی اس نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا تھا اور سوچ رہی تھی کہ ایکس ٹو کتنی خوبصورتی سے اپنا کام نکالتا ہے

خیر عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا، کبھی نہ کبھی تو یہ معلوم ہو کر رہی گے کہ وہ کون ہے.... عمران سے بچ کر کہاں جاگا

جولیا اس پر کچھ نہیں بولی اور عمران نے کہا ہاں تو شاید انہیں یہ یقین تھا کہ سنگبار کی زیر تعمیر سڑک کے سلسلے میں ان کے قید خانوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، لیکن ان کے اندازے خلاف ان کا ایک قید خانہ منہدم ہو گیا

ٹانگ مار دیتا اور وہ گالیاں بکتے ہوئے چلے آتے

ایک بار جولیانے اسی طرح عمران کو گرا دیا

ہائیں.... یہ کیا....؟ عمران منہ بسور کر بولا

تمہاری بدولت مجھے اتنی پریشانی ہوئی ہے اور اب اس حماقت کا مقصد سمجھ میں نہیں آ رہا

ابھی سمجھ جاؤ گی عمران سر ہلا کر بولا اور وہ دونوں مخالف سمتوں سے اس کی آواز پر دوڑے اور آپس میں ٹکرا کر رہ گئے دونوں کی زبانوں سے گالیاں نکلیں اور کرنل نادر نے چیخ کر کہا میں ہوں.... ان دونوں کی آنکھیں اب بھی بند تھیں وہ کبھی کبھی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے لیکن پھر اس طرح بند کر لیتے جیسے وہاں ناقابل برداشت قسم کی روشنی ہو

اس بار دراز قد آدمی کرنل کے پیچھے کے باوجود بھی اس کی مرمت کرتا رہا

میں تمہیں مار ڈالوں گا تمہاری ہوس پرستی نے یہ وقت دکھایا میں تمہیں منع کر رہا تھا کہ لڑکی کو ادھر نہ لاؤ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو کاٹنے اور بھنبھوڑنے لگے

اب ختم بھی کرو.... یہ قصہ جولیانے آہستہ سے کہا

ٹھہرو انہیں اچھی طرح لڑ لینے دو اور جب ان میں سکت نہ رہ جاگی تو باندھ لوں گا میں کم سے کم تکلیف اٹھانے کا عادی ہوں دھول دھپے سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا.... تم خود سوچو کہ اگر میں ایسے طریقے اختیار نہ کروں تو میرا کام کیسے چلے.... نہ میں صاحب اختیار ہوں اور نہ میرے ہاتھ میں قانون.... فیاض ہوتا تو پوری گارڈ کے ساتھ چڑھ دوڑتا.... لیکن میرا دعویٰ ہے کہ اس کے باوجود بھی یہ دونوں نکل جاتے

تھوڑی دیر بعد دونوں کرنل نادر کی کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور کار شہر کی طرف جا رہی تھی دراز قد آدمی اور کرنل نادر پچھلی سیٹ پر بیہوش پڑے تھے ان کے ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے اور عمران نے ان کے منہ میں

عمران کارروک کر نیچے اتر گیا وہ دراصل یہاں سے کیپٹن جعفری کو بحیثیت ایکس ٹوفون کرنا چاہتا تھا اس نے اسے اطلاع دی کہ عمران جولیا سمیت دو مجرموں کو لارہا ہے وہ اپنے آدمیوں سمیت ماڈل ٹاؤن کے باہر پہنچ جا

اندھیرا پوری طرح پھیل گیا عمران واپس آیا کاراسٹارٹ کی اور پھر انجن بند کر کے کچھ بڑا تاتا ہوا نیچے اتر گیا وہ خواہ مخواہ دیر کرنے کے ل بونٹ اٹھا کر انجن دیکھنے لگا مقصد دراصل یہ تھا کہ اتنی دیر میں جولیا کے دوسرے ساتھی ماڈل ٹاؤن کے قریب پہنچ جائیں اور وہ ڈرامائی انداز میں اس ڈرامے کا ڈراپ سین کر دیں تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ پھر اپنی جگہ پر بیٹھتا ہوا جولیا سے بولا کیا تم نے کوئی حرکت کی تھی انجن کے ساتھ؟

نہیں تو مگر یہ بتاؤ کہ تم یک یک ان جھاڑیوں میں کیسے جا پہنچے تھے؟
مجھے یہ دراز قد آدمی اپنے ساتھ لے آیا تھا
کیا مطلب؟

ارے میں اسی وین کے پچھلے حصے میں چھپ گیا تھا
اور تم اتنی دیر تک خاموش رہے تھے جولیا دانت پیس کر بولی اس وقت بھی کچھ نہیں بولے، جب وہ سورکا بچے مجھے اٹھا کر جھاڑیوں میں لے گیا تھا
آہا مجھے لطف آ رہا تھا.... تم نے خوب خوب طمانچہ لگا تھے اسکے
کبھی نہ کبھی اس کا بدلہ ضرور لوں گی

قبل اس کے کہ عمران کچھ کہتا اچانک اسے کار کی رفتار کم کر دینی پڑی، سامنے سات آدمی راستہ روکے کھڑے تھے عمران ہارن پر ہارن دیتا رہا لیکن وہ اپنی جگہوں سے ہلے تک نہیں اس نے کارروک دی

اس کے نیچے کئی آدمی کچلے گ اور ان کا خون چٹانوں میں بہہ نکلا
اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ راز ظاہر ہو جا گا تو دوسرا قید خانہ انہوں نے خود ہی ڈائنا مائیسٹ سے اڑا دیا
اسی قید خانے کے پتھروں کے نیچے سے کرنل زیدی کی بھی لاش نکلی تھی
لیکن وہ انہیں وہاں رکھتے ہی کیوں تھے ختم کیوں نہیں کر دیتے تھے جولیا نے پوچھا
اوہ.... ہو سکتا ہے کہ بہتیروں کو ختم بھی کر دیتے رہے ہو میرا خیال ہے کہ وہ محض ان لوگوں کو زندہ رکھتے تھے جن سے کوئی اہم راز معلوم ہو جانے کا امکان نظر آتا تھا
مگر تم ان کے خلاف ثبوت کیسے مہیا کرو گے؟

میں آج دن بھر جھک نہیں مارتا رہا ہوں میں نے ان کے کئی خفیہ اڈوں کا پتہ لگایا ہے جہاں سے کرنل نادر کے خلاف کافی مواد مل جا گا اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ میں ان کے سرغنہ کو پہلے ہی پکڑ چکا ہوں.... بھوری ڈاڑھی والا ایک غیر ملکی جو بڑی فصیح اردو کسی اہل زبان کی طرح بولتا تھا
وہ تمہیں کہاں ملا؟ جولیا نے حیرت سے کہا

انہیں خفیہ اڈوں میں سے ایک میں.... پہلے وہ ریکسٹن اسٹریٹ کے آسیب زدہ مکان میں رہتا تھا
بہر حال اگر یہ سارے ثبوت نہ ہوتے تب بھی میرا کام تو بن گیا تھا ثبوت کے ل یہ دراز قد آدمی کافی ہوتا
جس کی انگلیوں کے نشانات پروین کے فلیٹ میں ملے تھے اور اس کے علاوہ اس کی انگلیوں کے نشانات
کرنل زیدی کی میز اور کرسی پر بھی ملے تھے پروین بھی اس گروہ سے تعلق رکھتی تھی اسے صرف اس ل قتل کر دیا گیا کہ وہ میری نظر میں آ گئی تھی.... ہاں ٹھہرو

لینڈ کسٹم پوسٹ کی عمارت آ گئی تھی

مجھے بہت شدت سے پیاس لگی ہے میں پانی پی کر آتا ہوں

بند دروازے پر بڑی دیر سے کوئی دستک دے رہا تھا سلیمان نے اٹھ کر دروازہ کھولا سامنے کیپٹن فیاض نظر آیا اور عمران نے چیخ کر کہا اے او سلیمان کے بچے یہ تو نے کیا کر دیا؟

فیاض اندر آ گیا وہ قہر آلود نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا سلیمان چپ چاپ وہاں سے کھسک گیا کچھ بھی ہو فیاض غرایا، تمہارے ہتھکڑیاں ضرور لگاؤں گا تم نے مجھے بھی ذلیل کرنے کی کوشش کی ہے کیا تم مجرموں کو براہ راست میرے حوالے نہیں کر سکتے تھے میرے پاس تمہارا وارنٹ ہے اور چونکہ پروین کے ریلو پر تمہاری انگلیوں کے نشانات ملے تھے اس ل تم عدالت ہی میں اپنی صفائی پیش کر سکو گے

میں یہیں اپنی صفائی پیش کر سکتا ہوں عمران نے گلوگیر آواز میں کہا میں صبح اٹھ کر نہایا ہوں دانت صاف ک میں ہمدرد منجن سے ہاتھ کی صفائی تم بار بار دکھا چکے ہو ویسے میں تمہیں اس طبقے کا آدمی نہیں سمجھتا، جس کا رزق پیٹ کی صفائی پر خضر ہے اتنی صفائیاں دے چکا اب اگر تم اتنی زرا سی بات کیلئے عدالت میں کھینچو تو خدا کرے تمہاری بیوی بیوہ ہو جا

تم شاید مذاق سمجھتے ہو فیاض جیب میں ہاتھ ڈال کر وارنٹ نکالتا ہوا بولا یہ ہے وارنٹ اور دوسری جیب میں ہتھکڑیوں کا جوڑا ہے میں مجبور ہوں اور یہ تمہارے والد کا حکم ہے کہ تمہارے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کی جا ارے یار میں ان کا بیٹا ہوں رشوت میں نہیں ملا تھا عمران نے بھی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ نکالتے ہو کہا میرا خیال ہے کہ ہم دونوں اپنے کاغذ بدل کر انہیں غور سے پڑھیں

فیاض کا چہرہ تاریک ہو گیا اسے مجرم محکمہ خارجہ کے توسط سے ملے تھے اور محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان تھے ایسی حالت میں اسے پہلے ہی سے خدشہ تھا کہ شاید وہ عمران پر ہاتھ نہ ڈال سکے وہ جانتا تھا کہ سر سلطان کی نظروں میں عمران کی کتنی وقعت ہے ویسے یہ بات تو اس کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ

اور پھر سارجنٹ ناشاد کی آواز آئی اتر آؤ جیتے چپ چاپ.... خیریت اسی میں ہے

دیکھا تم نے عمران کسی لڑاکا عورت کے انداز میں جولیا کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا

یہ لوگ آگ میری محنت برباد کرنے.... خدا انہیں غارت کرے

جیتے تم نے سنا نہیں؟ سارجنٹ ناشاد نے پھر لکارا اور دوسرے ہی لمحے میں کسی نے دروازہ کھول کر عمران کو نیچے کھینچ لیا

ارے تم بیٹھی دیکھ رہی ہو، تمہیں بھیڑیالے جا عمران نے جولیا کو مخاطب کیا مگر وہ کچھ بولی نہیں

ویسے اسے بھی ان لوگوں کی یہ حرکت گراں گذری تھی

لیکن وہ جانتی تھی کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ ایکس ٹو کے حکم سے ہو رہا ہے اس بے چاری کو کیا علم کہ ایکس

ٹو اس وقت بھی اس کے قریب کھڑا ان سب کو اچھی طرح الو بنا رہا ہے

جیسے ہی کار حرکت میں آئی عمران نے چیخ کر کہا خدا کرے تم سبھوں کی.... بیویاں مرجائیں.... اور جولیا

کو زندگی بھر.... وہ نہ نصیب ہو.... شوہر.... شوہر....

دوسری صبح عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا اپنے ملازم سلیمان کو ڈیکارٹس کا انٹرایکشن ازم سمجھا رہا تھا آخر

بکواس کرتے کرتے رک کر پوچھا کیا سمجھا؟

سمجھ گیا صاحب....

کیا سمجھ گیا؟

انٹرکلاس پینٹل گلینڈ پر ہوتا ہے

انٹرکیشن ازم عمران دھاڑا.... پینٹل گلینڈ.... اے تو کبھی بڑا آدمی نہیں بن سکتا ہمیشہ جوتیاں کھا گا

ھپ، دیکھو، کون ہے باہر دروازہ کھولو

عمران کا جنازہ تیار ہے آ کر شرکت کرو وہ رو دینے والی آواز میں بولا، تم لوگ بڑے احسان فراموش ہو تمہارے ل میں نے اتنی محنت کی اور تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا میں کیا کرتی.... دوسروں نے....

الو بناتی ہو مجھے.... مجھے یہ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے اسے لکھ لو کہ میں فیاض ہی کی طرح عنقریب اس کا بھی بیڑہ غرق کردوں گا

پتہ نہیں تم کس آدمی کا تذکرہ کر رہے ہو میں ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتی مگر تمہارے وارنٹ کا کیا ہوا؟ تم سے مطلب؟.... تم نے تو اپنا الو سیدھا کر لیا نہیں.... بتاؤ کیا ہوا؟

کچھ بھی نہیں.... دروازہ بندک بیٹھا ہوں پتہ نہیں کب گرفتار کر لیا جاؤں.... عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا

ختم شد-----The End

عمران بھی محکمہ خارجہ کے کسی شعبے کا اعلیٰ آفیسر ہو سکتا ہے اس نے عمران کے ہاتھ سے اپنے حاصل ک ہو وارنٹ کی منسوخی کا حکم نامہ لے کر دیکھا اور اس کے ہونٹ بھی خشک ہو گئے

میں نہیں مانتا فیاض نے کھسیا نے انداز میں کہا ابھی معلوم ک لیتا ہوں پھر دیکھوں گا تمہیں

اس بار ذرا سرمہ لگا کر دیکھنا تاکہ میں وہیں کا وہیں رہ کر مر جاؤں ارے باپ رے ذرا سوچو تو....

تمہاری آنکھوں میں سرمہ ہے

فیاض نے ٹیلی فون اپنی طرف کھینچ کر کسی کو فون کیا اور جب گفتگو شروع کی تو معلوم ہوا کہ وہ اسی مجسٹریٹ سے ہمکلام ہے جس نے عمران کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا تھا لیکن شاید دوسری طرف سے ملے ہو جو بات مایوس کن تھے کیونکہ ذرا سی ہی دیر میں فیاض کے چہرے مردنی چھا گئی اور آنکھوں سے بے بسی جھلکنے لگی تھی ریسپورر رکھ کر اس نے جیب سے رومال نکالا اور پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا

کو کا کولا.... منگاؤں تمہارے ل؟ عمران نے بڑے ادب سے پوچھا

آج ہی میں استعفیٰ دے رہا ہوں فیاض دھاڑا

اس طرح تم اپنی آئندہ نسلوں پر رحم کرو گے خدا تمہاری مغفرت کرے، استعفیٰ دینے کے بعد سیدھے یہیں آنا سو پر فیاض میں تمہیں دوسرا ہندہ بتاؤں گا

بکواس مت کرو فیاض نے دانت پیس کر کہا اور کمرے سے نکل گیا

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی پھر اچانک فون کی گھنٹی بجی، عمران نے ریسپور اٹھالیا دوسری طرف جولیا نافٹز واٹر تھی اس نے عمران کے ٹیلی فون کے وہ نمبر ڈائیل ک تھے جو ٹیلی فون ڈائریکٹری میں موجود تھے

ہیلو عمران....